رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ Regd. L. No. 2595

Regd. L. No. 2595

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا واحد اخبار

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء

نور

ہر ماہ کی ۳ و ۱۷ کو شائع ہوتا ہے

THE NOOR QADIAN.

ایڈیٹر سردار محمد یوسف

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت ظاہر کرنا۔
(۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو ادا کرنا۔
(۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے ۳ روپے
〃 ششماہی ۱۲ آنے ۱ روپیہ
〃 سالانہ سرپرستوں سے ۵ روپے
〃 امراء سے ۵ روپے
〃 ممالک غیر سے صرف ۸ شلنگ

جلد ۲۴ | اخبار نور قادیان دار الامان مؤرخہ ۳ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۸ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ | نمبر ۳

جماعت احمدیہ کو سیاسی انجمنیں بنانے کی اجازت کے متعلق اعلان

۱۹ جنوری ۳۵ء بروز جمعہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللّٰہ بنصرہ العزیز نے خطبہ میں فرمایا کہ میں اسوقت تک اپنی جماعت کو قانون کی حدود سے بھی زیادہ سیاسیات سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کرتا رہا ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ مذہبی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہماری انجمنیں خالص مذہبی کاموں کے لئے بنائی گئی تھیں جن میں سے بعض کے عہدیدار سرکاری افسر اور ملازم بھی ہیں۔ اسلئے میری فطرت اس بات کو پسند نہیں کرتی تھی کہ جو انجمنیں مذہبی کاموں کیلئے بنائی گئی ہیں وہ سیاسی امور میں دخل دیں۔ نیز اسلئے بھی کہ سیاسی امور چونکہ ایک جوش پیدا کر دیتے ہیں جس سے بعض لوگ حدود کو نظر انداز کر دیتے ہیں، میں جماعت کو سیاسیات بلکہ سیاسی امور کے مشابہ باتوں سے بھی روکتا رہا ہوں لیکن موجودہ حکومت چونکہ صداقت اور راستی کے مقابلہ میں ایجی ٹیشن سے زیادہ متاثر ہوتی ہے، اور ایک شخص کے ہاتھ پر خواہ دس کروڑ انسانوں نے بیعت کر رکھی ہو پھر بھی اس کی آواز کو ایک فرد واحد کی قرار دیکر اس سے بے اعتنائی برتتی ہے اور جب کسی امر کی طرف توجہ دلائی جائے تو اسکی طرف سے یہی جواب دیا جاتا ہے کہ اسکے متعلق پبلک میں کوئی ایجی ٹیشن نہیں، اسلئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر وہ جماعت جو یہ سمجھتی ہے کہ اس کے حالات ایسے ہیں کہ اسے قانونی حد کے اندر رہتے ہوئے حکومت کے پاس اپنا معاملہ پیش کرنیکی اجازت ہونی چاہئیے، اسے لازم ہے کہ وہ موجودہ انجمن سے الگ ایک ایسی انجمن بنائے جسمیں کوئی سرکاری ملازم نہ ہو، اسکے بعد جو جماعتیں اس قسم کی درخواست کرینگی، میں غور کے بعد ان کو اجازت دے دونگا۔

اس کے علاوہ حضور نے فرمایا کہ میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اپنی طبیعت پر ایک بوجھ محسوس کرتا ہوں، کیونکہ میں نے جماعت کو سیاسیات سے علیحدہ رکھنے کیلئے مسلسل اکیس سال کے لمبے عرصہ تک سخت جدوجہد کی ہے اور اس کیلئے اپنوں اور بیگانوں سے گالیاں کھائی ہیں مجھے اسی وجہ سے قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ لیکن اب میں مجبور ہو کر اجازت دے رہا ہوں اس وقت ہماری جانیں اور ہمارے بیوی بچوں کی جانیں خطرہ میں ہیں میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ اس کوشش میں صرف کیا ہے کہ حکومت برطانیہ کی نیک نامی میں اضافہ ہو اور وہ مستحکم ہو لیکن چونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جب وہ لوگ ہم پر حملہ آور ہوئے جن سے ہم اس لئے لڑتے رہے ہیں کہ وہ حکومت کے خلاف منافرت پھیلاتے اور اسکی جڑوں کو کمزور کرنے والی حرکات کرتے تھے تو ہمیں کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ حکومت کیا کر رہی ہے اس لئے میں مجبور ہوں کہ جماعت کو اجازت دیدوں کہ جس حد تک شریعت سیاسیات میں دخل دینے کی اجازت دیتی ہے سلسلہ کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے فتنہ و فساد کے بغیر، انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اور محبت کے جذبات کو کچلے بغیر خود حفاظتی کے طور پر وہ سیاسیات میں دخل دے سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ جو جماعتیں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کے حالات انہیں مجبور کر رہے ہیں اور صرف میرے حکم کی وجہ سے وہ مجتنب تھیں وہ اپنی علیحدہ انجمنیں بنا کر مجھے اطلاع دیں، تا میں ان کو اجازت دے سکوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

اسلام کی عالمگیری

(نوشتہ مولانا محمد ظفر خاں صاحب ایم اے ایل ایل بی)

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس نے دنیا کے ہر حصہ میں اپنے اثر و اقتدار کی موجودگی سے دنیا والوں کو حیران کر دیا ہے، برخلاف اس کے دنیا کے دیگر مذاہب اس عالمگیر اثر سے قطعاً محروم ہیں۔ بہت سے تو ایسے ہیں کہ ان کا اثر صوبہ، ملک یا ایک براعظم کے حصہ میں محدود ہے البتہ عیسائی مذہب دنیا میں بہت کچھ پھیلا ہوا ہے۔ مگر اس میں عالمگیری نہیں ہے۔ وہ اسلام کے سامنے عاجز ہے اور جہاں کہیں تبلیغ کے سلسلہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا ہے، اسلام اپنے نام لیواؤں کے افلاس اور بیکسی کے باوجود عیسائیت سے ہمیشہ سربلند رہا ہے۔

اسلام سے دیگر مذاہب بقدر حیثیت و استعداد مستفید ہوئے ہیں۔ یہ اسلام کی کامیابی کا زبردست ثبوت ہے اگر ان مذاہب والے سکون قلب سے باہمی مذہبی مطالعہ جاری رکھیں، تو یقین ہے کہ وہ بے خبر و نادانستہ مسلمان ہو جائینگے۔

ہم اپنے ملک کی مثال پیش کرتے ہیں، اسلام کی تعلیم ہے کہ دیگر امتوں اور ملکوں میں بھی رسول آئے اور انہوں نے لوگوں کو توحید ہی کی تعلیم دی۔ لیکن مرور زمانہ نے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ لوگ شرک کے عامل ہو گئے اور توحید کو اس قدر مسخ کیا کہ یہ بھی پتہ نہ چلا کہ اس کا کچھ وجود بھی ہے اور کبھی تھا بھی۔ لیکن کسقدر خوشی کا مقام ہے، کہ اب بتوں کی پرستش کرنے والے اس کو اپنی غلطی مان کے کہنے لگے ہیں کہ خدا ایک ہے، ہندو مذہب کے بعض عالموں نے اب یہ تشریح کی ہے کہ خدا ایک ہے اور ویدوں سے بھی اس کی وحدانیت ثابت ہوتی ہے۔ جو متفرق معبودوں کے نام لئے گئے ہیں وہ خدا جداگانہ وجود نہیں رکھتے بلکہ وہ اس ایک خدا کی صفات ہیں ایک وقت میں اسے ایک صفت سے پکارا گیا، دوسری جگہ دوسری صفت سے۔ بعد میں یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ مختلف معبود ہیں۔

توحید کے علاوہ دیگر مذاہب اسلام کی کامیابی کے رازوں کا تجسس کیا کرتے ہیں۔ اسلام کے مطالعہ کرنے کی بجائے اپنے خیالی گھوڑے دوڑایا کرتے ہیں، مثلاً بھائی پرمانند نے ۱۶ر اپریل ۱۹۳۲ء کے ہندو میں "اسلامی طاقت کا راز" کے عنوان سے ایک افتتاحیہ لکھا تھا جس میں انہوں نے حسب توفیق وجوہ قائم کئے تھے اس کا جستہ جستہ اقتباس حسب ذیل ہے:-

بالفرض اگر ہندوؤں میں جاتی پریم کا جذبہ پیدا ہو جائے تب کیا ان کے اندر اسیقدر ہمت، اور دلیری پیدا ہو جائیگی جو ہم مسلمانوں میں دیکھتے ہیں؟ اس میں بھی کسی قدر شک ہے، وجہ یہ کہ مسلمانوں کے اندر دو تین اور اوصاف، کوئی انہیں اچھے کہے یا برے پائے جاتے ہیں، ہندوؤں میں ان اوصاف کا ہونا مشکل ہے، یہی اوصاف ہیں جن میں مسلمانوں کی طاقت کا راز پنہاں ہے .... ممکن ہے اور بھی کئی ایسی باتیں ہوں جو کسی دوسرے کی سمجھ میں آسکیں۔ پہلا وصف مسلمانوں میں یہ ہے کہ وہ ہندوؤں کے مقابلہ پر زندگی سے زیادہ لاپرواہ اور کم محبت کرنے والے ہیں، باہمی کشمکش اور فسادات کے زمانہ میں یہ وصف بڑی بھاری اہمیت رکھتا ہے .... اس ...... کی دو بڑی وجوہات ہیں اول تو اسلام کی تمام مذہبی تعلیم اور روایات جنگ و جدل اور کشت و خون ہیں جو شخص بچپن سے ایسے قصوں کو سنتا ہے اسمیں زندگی کی محبت آپ سے آپ کم ہو جاتی ہے، دوسری وجہ اقتصادی ہے۔ پنجاب وغیرہ صوبجات متحدہ میں جہاں مسلمان آباد ہیں ان کی کثرت آبادی غریب ہے ..... دولتمند زیادہ آسودہ حال ہے اسے اپنی زندگی سے محبت زیادہ ہوتی ہے .... غریب آدمی .... ان تفکرات سے بری ہوتا ہے ...... طاقت کی دوسری وجہ مسلمانوں کا مذہبی اعتقاد ہے، یہ اعتقاد اندھ وشواش کا نمونہ ہے، یہ اعتقاد ہندوؤں کے اندر پیدا ہونا مشکل ہے کیونکہ ہندوؤں کے اندر فلاسفی اور منطق اتنا گھر کر گئی ہے کہ ایک طرح سے وہ صرف دلیل بازوں کی ایک قوم بن گئے ہیں ہستی کے رازوں میں لگی ہوئی ہندوؤں کی طاقت منطق انہیں آواگون کے اس مسئلہ تک لے آئی ہے جس کے مطابق آتما کبھی ناش کو پراپت نہیں ہوتا ...... اس سے مرنے کے لئے کوئی جوش پیدا نہیں ہوتا ...... اتنا یقین کرنے کی وجہ نہیں کہ اس جنم مرن کے گورکھ دھندے سے رہائی ہو جائیگی ...... موت پسند نہیں آتی جدائی دکھائی ہے ..... اس کے مقابلہ پر مسلمانوں کے لئے دلیل بازی کرنا منع ہے۔ بس اعتقاد ہونا چاہئے جو شخص پیغمبر پر ایمان رکھتا ہے وہ مرنے کے بعد سیدھا بہشت میں جائیگا۔ جہاں اسے حوریں اور غلمان ملیں گے ...... موت کے بعد کا زمانہ کیسا دلکش معلوم ہوتا ہے۔ یہی جی میں آتا ہے کہ چلو چھوڑو اس مصیبت سے نکلو اور آنے والی موج کو حاصل کرو ...... تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمان عورت کی کمزوری کو خوب سمجھتے ہیں، ہندو استری جاتی کی بڑی عزت کرتے ہیں، ہر ایک استری کو وہ دیوی کا درجہ دیتے ہیں ..... لیکن مسلمانی رائے کے مطابق تو عورت کی فطرت کمزوریوں سے بھری ہے عورت کا سبھاؤ عمر بھر بچوں کا سا رہتا ہے اسلئے عورت کو عموماً بچوں کی مانند اپنے قابو اور دباؤ میں رکھنا چاہئے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر کسی طرح سے تم ایک عورت کی نفسانی خواہش پر قابو پا لو گے تو وہ اپنے دھرم اور رشتہ داروں کی رتی بھر پرواہ نہ کریگی۔ اس لئے وہ اس کمزوری کو اپنی مذہبی اصلاح کیلئے استعمال کرنے میں حرج نہیں سمجھتے انہیں کسی دوسری عورت کو اخلاقی طور پر گرانا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے مذہبی حلقہ میں لے آنا بڑا کار ثواب معلوم ہوتا ہے...... مسلمان لوگ عورت کی ذات کو اسلام پھیلانے کا بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں، ایسے درجنوں کیس مجھے معلوم ہیں، جن میں ہندو عورتوں کو دام میں پھنسا کر مسلمان بنایا گیا۔ مسلمان عورتوں نے بیشمار ہندو نوجوانوں کو مسلمان بنایا۔ مسلمان بازاری عورتوں نے سینکڑوں ہندو نوجوانوں کی جائداد اور دھرم برباد کیا۔

اس مضمون کا جو مقصد تھا اسے لائق مضمون نگار پورا نہ کر سکا، وہ جذبات میں پڑ کے اسلام پر بے بنیاد الزامات لگانے میں مبتلا ہو گیا۔ بھائی جی نے اسلامی طاقت کے تین راز بتائے ہیں (۱) زندگی سے بے پروائی (۲) کورانہ اعتقاد (۳) عورت کا جال۔ مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہو جائے گا کہ تیسرا سبب بالکل غیر متعلق ہے اس کا ذکر وہ ایسے مضمون میں کر سکتے تھے جہاں اشاعت مذہب پر بحث ہوتی، گو یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ درست وجہ ہوتی یا نہ۔ بھائی جی کو مسلمانوں کی بے جگری سے لڑنے مرنے اور ہندوؤں کے مقابلہ میں طاقتور ہونیکے اسباب پر غور کرنا چاہئے تھا لیکن وہ امتیاز کو قائم نہ رکھ سکے۔ ہم خود بتائیں گے کہ اسلام کی طاقت کا کیا راز ہے اور انہیں ترغیب دیں گے کہ اگر ان سے ہو سکے تو وہ انہیں اختیار کر لیں یا اُسے ہی قبول کر لیں جس میں یہ راز مضمر ہیں۔

ہمیں یہ دیکھنا ہے، کہ طاقت کے یہ نام نہاد اسباب ہندوؤں میں بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں اگر پائے جاتے ہیں تو یہ درست راز نہیں یقیناً اسلام کی طاقت کے اور راز ہونگے، اور کیا یہ مفروضہ اسباب اسلام میں ہیں یا نہیں؟

پہلے سبب کے دو ضمن کئے گئے ہیں۔ اس زندگی سے بے پروائی جنگ وجدل کی مذہبی تعلیم اور افلاس کا نتیجہ ہے، وید جنگ وجدل کی ایسی تعلیم دیتے ہیں کہ آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔ اے راج پرش۔ آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں۔ اور ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دینے والے کو الٹا لٹکا کے چوب خشک کی طرح جلا دیں۔ یجر وید منتر ۱۲ - ادھیائے ۱۳ - آپ دشمن کے خور و نوش و کاروبار کو خوب اُجاڑیں اور انہیں اپنی پوری طاقت سے ماریں۔ یجر وید منتر ۱۳، ادھیائے ۱۳ - اے آدمی! جس طرح بھی دشمن کو ہلاک کیا جا سکے اس کی ہلاکت وغیرہ کے کام کر کے ہمیشہ آرام کی زندگی کاٹ۔ یجر وید منتر ۲۸ ادھیائے ۱۔ جنگی تعلیم کا یہ خوفناک منظر دیکھ کے ذرا ہندوؤں کی اقتصادی حالت پر نظر ڈالیں۔ خود بھائی جی اسی مضمون میں لکھتے ہیں۔

جہاں جہاں ہندوؤں کے اندر یہ غریب طبقہ موجود ہے وہ بھی لڑائی دنگہ پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کا جو طبقہ آسودہ حال اور دولتمند ہے، وہ قدرتی طور پر لڑائی سے گھبراتا ہے۔

اس کے بعد اپنے اس نظریہ کی خود ہی تردید کر دیتے ہیں:-

لیکن ان واقعات سے نتیجہ نکالنا غلط ہو کہ ہندو مسلم فسادات اقتصادی بنا پر ہوتے ہیں کیونکہ یہ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ کہ غریب مسلمانوں نے دولتمند مسلمانوں پر حملہ کیا ہو، یا غریب ہندوؤں نے دولتمند ہندوؤں کے ساتھ فساد کیا ہو۔

اس تردید کے بعد ہمیں اس اول وجہ کی دوسری شق پر لکھنے کی ضرورت نہ رہی، دوسری وجہ کے تحت میں مسلمانوں کے اعتقاد کی مثال بہشت دی گئی ہے کہ مسلمان اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹ کے جنت کی نہروں اور حور وغلماں کے بیچ میں جا کودنا پسند کرتا ہے۔ لیکن ہندو مذہب میں بہشت کا تخیل قابل ملاحظہ ہے۔

فیاض آدمی آسمان کے اوپر شان سے رہتا ہے وہ دیوتاؤں کے پاس چلا جاتا ہے، وہاں چشمے اور دریا بہتے ہیں اس کو یہ انعام ہمیشہ کثرت سے ملتا ہے، رگ وید منڈل ۱، سوکت ۱۲۵ - منتر ۵ میں اس (وشنو) کی عزیز جائے قیام کو پہنچوں جہاں آدمی دیوتاؤں کی بھگتی میں خوش ہوتے ہیں۔ تیز رفتار دیوتا (وشنو) کے اعلیٰ مقام میں شہد کا ایک چشمہ ہے سوکت ۱۵۴ - منتر ۵ - یہ مرنے والا ان میں جائے جن کے لئے شہد کی شراب بہتی ہے، رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۵۴ منتر ۱۔ سخی بہشت کو حاصل کرتے ہیں پھر خوبصورت لباس والی عورت کو اور زور آور شراب کے پیالہ کو۔ اتھر وید کانڈ ۱۰، سوکت ۱۰۷، منتر ۹...... اس کے حصہ میں خوبصورت عورت آتی ہے اسکا مکان خوبصورت کنول والے تالاب سے ملتا جلتا ہے، سجے سجائے دیوتاؤں کے محلوں کی مانند۔ منتر ۱۰ - بہشت کے مقام میں ان کے لئے بہت سی عورتیں ہیں۔ کانڈ ۹ - سوکت ۵ منتر ۲ - وہ دیوتاؤں تک پہنچتا ہے اور سوم رس حاصل کر کے گندھروں (غلمانوں یا گولے لڑکوں) کے ساتھ مزے سے رہتا ہے۔ منتر ۳ - وہ کھیر پکا کے آسمان میں داخل ہو گیا ہے جہاں طرح طرح کے کنول کھلے ہوئے ہیں۔ ایسے تمام چشمے شہد سے کناروں تک بھرے ہوئے تیرے پاس آئیں، منتر ۵ - گھی کے حوض شہد کی نہریں بہتی ہوئی شراب و دودھ سے لبریز دہی سے جاری، ایسے تمام چشمے باقی مانند منتر ۵ آخر تک، منتر ۶ خدا کے وہاں جانے والے کے پاس پانچسو اپسرائیں (خوبصورت عورتیں) آتی ہیں جن میں سے ایک سو کے ہاتھوں میں پھل۔ ایک سو کے خوشبودار منجن۔ ایک سو کے پھولوں کے ہار، ایک سو کے پوشاکیں اور ایک سو کے ہاتھوں میں چندن ہوتا ہے، کوشیتکی اپنشد ادھیائے ۱، کانڈ ۴ -

ویدوں کے حوالے بہت زیادہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں آدمی جسم کے ساتھ پوری طاقت کے ساتھ داخل ہوگا اور عورتوں کو دنیا کی سی طاقت حاصل رہے گی، وہاں عورتیں ملینگی ان کے حمل ہوگا۔ اور اولاد ہوگی۔

تینوں اسباب موجود ہوتے ہوئے ہندوؤں میں اندھ وشواش خوب پھیلا ہوا ہے۔ یہی باعث انسانی پوجا کا ہے خلاف عقل باتوں پر یقین کر لینا عین مطابق منطق سمجھا جاتا ہے لیڈروں کو اسقدر بلند مرتبہ اور اعلیٰ ہستی سمجھا جاتا ہے کہ ان سے غلطی کا امکان ہی نہیں، یہ امور دلیل سے یکسر خالی ہیں۔ "دلیل بازوں کی قوم" ہوتے تو وہ کبھی کے صراط مستقیم پر آجاتے، تناسخ کے نظریے ہی اس امر کی دلیل ہیں کہ ان کو استدلال سے کسقدر بُعد ہے۔ تناسخ کے بودے پن کا ایک پہلو خود بھائی جی اپنی تحریر میں تسلیم کر رہے ہیں۔

عورت کی حیثیت ہندو دھرم میں کیا ہے:-

اے عورت! تو خاوند اور دیور کو دکھ دینے والی، اس گھر بار کے کام کاج میں حیوانوں کی خدمت کرنے، اولاد جننے، دیوتا کی کامنا کرنے، اور دکھ نہ دینے والی ہے۔ اتھر وید کانڈ ۱۴، انواک ۲ - منتر ۱۸ -

اس سے ظاہر ہو گیا کہ عورت کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

میں سالہ مجھے اطلاع دیں، تا میں ان کو اجازت دے سکوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت کو جو کچھ حقوق دیئے گئے ہیں سب کو معلوم ہیں کہ اس غریب کی کوئی ہستی نہیں۔ چنانچہ آل انڈیا زنانہ کانفرنس ہر سال ہندو عورت کے لئے حقوق مانگتی ہے اور اس سال بھی اس نے حقوق وراثت و طلاق کے متعلق تجاویز منظور کی ہیں جو بھائی جی اسی مضمون میں لکھتے ہیں۔

گو لبعض مصنفوں نے عورت کو ایک بیل سے
تشبیہ دی ہے۔ جو اس چیز سے لپٹ جاتی ہو
جو اس کے نزدیک ہوتی ہے۔

نوراتوں کے ذریعہ اسلام پھیلانا صریح بہتان ہے ایسا ہی جیسے مسلمانوں کو ہی ہندوستان کے مقدسات اغوا کا مرتکب کہنا۔ یہ خیال کابوس کی طرح ہندو دماغوں پر مسلط ہے چونکہ اس سبب کا نفس مضمون سے تعلق نہیں اسلئے اس پر بحث غیر ضروری ہے۔ ہندو بدچلنی کی ذمہ داری اسلام کے سر دھرنا سخت ہٹ دھرمی ہے۔

اسی اخبار کے صفحہ ۳ پر کرم کا سدھانت اور گورو گوبند سنگھ جی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے کہ وہ برداشت کرتے تھے کہ خالصہ کے آدمی جاکر بڑے بڑے خانوں کی لڑکیاں اٹھا لائیں۔ چونکہ خالصہ کو ہدایت تھی کہ کسی غریب کو دکھ نہ دیں اس لئے خان لوگ اپنی لڑکیاں غریبوں کے گھروں میں بھیجدیتے تھے

اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسلام مطلق کورانہ تقلید نہیں سکھاتا۔ مسلمان سب سے بڑا محقق ہے اور وہ مطلق فرضی قصوں اور گھڑی ہوئی باتوں پر یقین نہیں کرتا۔

قرآن پاک اپنی آیات تک کی تحقیق کا حکم دیتا ہے اور اسے ایمان کی نشانی بتاتا ہے کہ مومن وہ ہیں جو اللہ کی آیات پر اندھے اور بہرے ہو کے نہیں گر پڑتے۔ س ۲۵ ع ۱ آیہ ۷۳۔ جو خبر ملے اس کی تحقیق کر لو۔ س ۴۹ ع ۱ آیت ۶۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے زمین آسمان ستاروں اور دنیاوی امور کی تحقیق کرو اور یہ عقلمندی کی نشانی ہے۔ س ۸۸ آیات ۱۷ تا ۲۰۔ س ۳ ع ۲۰۔ آیات ۱۹۰-۱۹۱۔ س ۷ ع ۲۳۔ آیت ۴۔

مسلمانوں کو کشت و خون کی مطلق تعلیم نہیں دی گئی یہ خود معترضوں کے ذاتی افعال ہیں۔ اس اخبار کے صفحہ ۳ والے مضمون میں گورو جی کے دو شعر دیئے گئے ہیں سو

داد و دعوے بنھ کے سب نوں لئے لٹ
انکو رہسی خالصہ ہور رہسی سبو ٹٹ

داد و سماں وچار کے کل کا کیجے بھاؤ
جے کوئی مارے ڈھیم اینٹ پاتھر دے برساؤ

ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنا دعویٰ قائم کر کے سب کو لوٹ لو، اور سوچ بچار کر کے کل کا انتظام کر لو، اور جو تمہیں اینٹ مارے اس پر تم پتھر برسادو۔

اسلام نے جہاں زندگی کے مختلف پہلوؤں کے ضوابط مقرر کئے وہاں جنگ و جدل کا دائرہ نہایت محدود کر دیا اور اس کے خاص آداب مقرر کر دیئے۔ اسلامی جنگ تہذیب و شائستگی کے درجہ سے کبھی گزرنے نہیں پاتی۔ قرآن پاک کا حکم ہے کہ جب کافر تم سے لڑیں تم ان سے لڑو۔ وہ باز آجائیں، تو ظالموں کے سوا کسی پر دست درازی نہ کرو۔ س ۲ ع ۲۴۔ آیات ۲ تا ۶۔ جن مشرکوں نے اپنا معاہدہ قائم رکھا ان کے معاہدے تم بھی قائم رکھو، وہ توڑ دیں تو پھر ان سے لڑو۔ س ۹ ع ۱۔ آیات ۴۔ ۵۔

عورت کا درجہ اسلام میں بہت بلند ہے اور کوئی مذہب اسے اسقدر حقوق نہیں دے سکا۔ جو وہ اسے آج سے ۱۳½ سو برس پہلے دے چکا۔ حتیٰ کہ انسانی ساختہ قانون بھی اسے اس درجہ تک نہ پہنچا سکے۔ مسلمانوں کو بتایا گیا کہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ س ۲ ع ۲۳۔ آیت ۵۔ ان سے نیک سلوک کرو۔ س ۴ ع ۱۹۔ آیت ۱۔ س ۴ ع ۳۔ آیت ۵۔

اسلامی بہشت ہندو بہشت کے مقابلہ میں ایک لطیف روحانی چیز ہے، جہاں کوئی غم ہوگا نہ تکلیف۔ س ۲۹ ع ۶۔ آیت ۹۔ وہ صرف نیکوں کو ملیگی۔ س ۷۴ ع ۲۔ آیت ۱۔ نہروں وغیرہ کے ذریعہ مثال دے کے جنت کی ماہیت بتائی گئی ہے۔ س ۷۴ ع ۲۔ آیات ۱۔ ۲۔ وہاں بیہودہ بات کوئی نہ ہوگی سلام ہی ہوا کریگا۔ س ۱۹ ع ۴۔ آیات ۱۱۔ ۱۲۔ وہاں بدمستی نہیں نہ لغزش ہے۔ س ۳۷ ع ۲۔ آیات ۱۷ تا ۲۶۔ وہاں لغویت اور جھوٹ نہیں۔ س ۷۸ ع ۲۔ آیات ۱ تا ۶۔ جنت کسی جماعت سے مخصوص نہیں جس نے اللہ کے سامنے سر جھکا دیا۔ اور نیک کام کئے۔ اُسے جنت کا یکسر آرام و خوشی نصیب ہوگی۔ س ۲ ع ۱۳ آیات ۸۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اسلام کی جنت کیا ہے اور اسے حریف کیا کچھ بنا کر دکھاتے ہیں

اب ہم بھائی جی کو بتاتے ہیں کہ مسلمانوں کی طاقت کا راز صرف ان کے خدا سے ڈرتے اور اس پر ہر وقت بھروسہ کرنے میں ہے۔ س ۵ ع ۹۔ آیت ۱۔ انہیں حکم ہے کہ وہ بندوں سے نہ ڈریں۔ اللہ ہی سے ڈریں۔ س ۴ ع ۱۱۔ آیت ۱۔ علاوہ ازیں انہیں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے، جیسا کہ بھائی جی اپنے ۱۵ جون ۱۹۳۲ء کے پرچہ کے افتتاحیہ میں ...... یہ تسلیم کرتے ہیں۔

اسلام وغیرہ کی حالت میں مذہب اتحاد اور قومی یگانگت کا باعث ہے ...... ہندوؤں کی مذہبی تعلیم نے ...... قوم کو ایک کرنے کی بجائے اسے منتشر کر دینے میں بہت بڑا حصہ لیا اور پھر آخر میں انہوں نے ہدایت کی ہے کہ

اگر ہم ہندوؤں میں قومی یگانگت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو وہ اسلام یا کسی دوسرے مذہب کی نقل کرنے سے پیدا نہ ہوگا۔ بلکہ وہ صحیح اصولوں کی بنیاد پر ہوگا۔ اور وہ صحیح بنیاد ہندو راشٹر ہے۔

اتحاد کا سبق انہیں ان کا مذہب دیتا ہے۔ س ۳ ع ۱۱۔ آیت ۲۔ نا اتفاقی کے نقصانات س ۸ ع ۶۔ آیت ۲ میں بتائے گئے ہیں۔ مسلمان سمجھتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئیگی۔ خواہ آدمی کہیں ہو۔ س ۳ ع ۱۶۔ آیت ۷۔ س ۴ ع ۱۱۔ آیات ۱۔ ۲۔ اسلام کی ساری تعلیم مردانگی کی ہے لیکن وہ یہ نہیں جو بھائی جی کے اخبار سے معلوم ہوتی ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر دو یا یہ کہ

گورو جی سے ایک مسلمان نے کہا کہ کوئی کرامات دکھاؤ۔ انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور کہا میرے پاس یہی کرامات ہے۔ اور سر تن سے جدا کر دیا (اخبار ہندو، ۱۵ جون ۱۹۳۲ء صفحہ ۳ کالم ۲)

اسلام تعلیم دیتا ہے کہ غصہ کو روکنا اور درگزر کرنا نیکی اور تقویٰ ہے۔ س ۳ ع ۱۴۔ آیات ۴۔ ۵۔ برائی کو نیکی سے دفع کرنا نہایت عمدہ ہے۔ س ۱۳ ع ۳۔ آیت ۴۔ بدلہ لینا ہی ہے تو برابر کا لو۔ بڑھنے نہ پاؤ اور معاف کر دو تو بہت اچھا ہے۔ س ۴۲ ع ۴۔ آیات ۱۰۔ ۱۴۔ برائی کا جواب بھلائی دو۔ اس سے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں س ۴۱ ع ۵۔ آیت ۲۔

ناحق قتل کی سخت مخالفت کی گئی ہے۔ س ۱۷ ع ۴۔ آیت ۳۔ س ۶ ع ۱۹۔ آیت ۱۔ اسلام کی عالمگیر طاقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا راز اس کی رواداری اور اس کے اصولوں کا بالکل سادہ اور قابل عمل ہونا ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور زوال کی ذمہ داری خود ان کے ذاتی اعمال پر ہے۔ جس کا نتیجہ وہ دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی اس کا خمیازہ اٹھانا پڑیگا۔ جب تک اسلام کی تعلیم پر ان کا عمل رہا، دین و دنیا دونوں میں انہوں نے ترقی کی۔ علوم و فنون میں نام پیدا کیا، نئی نئی ایجادیں کیں۔ دنیاوی کامیابیاں ان کے قدم چومتی رہیں۔ اور ان کے نیک اعمال اُخروی روحانی مسرتوں کے ضامن ہو گئے۔

ہم نے اس مضمون پر جو چھاپ دئیے ہیں نہ صرف انھی کا ہی بلکہ بحیثیت مجموعی بھائی جی اسلام کا خلوص دل سے مطالعہ کریں۔ اگر وہ ایسا کر سکیں تو یقیناً وہ اسلام میں بہترین خوبیاں پائینگے۔ اور ان کا دل پکار اُٹھیگا کہ بلاشبہ اسلام جامع جمیع صفات کاملہ ہے ۔

شذرات

آریہ سماج اپنے اصولوں کو چھوڑ رہا ہے

سوامی دیانند صاحب بانی آریہ سماج ستیارتھ پرکاش سمولاس ۴ میں لکھتے ہیں کہ ”برہمن، کھشتری اور ویش برنوں میں عورت اور مرد جن کا ملاپ ہوا ہو، ان کا مکرر بیاہ نہ ہونا چاہیئے“ مگر برخلاف اس کے مشہور آریہ سماجی پنڈت ٹھاکر دت صاحب آف امرت دھارا لکھتے ہیں کہ ”موجودہ زمانہ میں ودھوا وواہ (شادی بیوہ) شاستر کے ورُدھ (برخلاف) کہنا نادانی ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ مان لو کہ ودھوا وواہ شاستر کے انوکول (موافق) نہیں۔ تو بھی اونچی سے اونچی ذات والوں کو بھی آجکل ودھوا وواہ کا عام رواج دینا چاہیئے۔ اور جہاں جہاں کوئی ودھوا بیٹھی ہو، اس کی فوراً شادی کر دینی چاہیئے“ (ملاپ ۲۵ دسمبر ۳۴ء صفحہ ۱۹)

اب غور کیجئے سوامی دیانند اور سوامی دیانند کے پیرو کے مذہبی خیالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایسے حالات میں آریہ سماج کی کتب اور ان کے اصول اونچی ذات والوں کو مکرر شادی کی اجازت نہیں دیتے، اس کی بجائے وہ نیوگ کو روا رکھتے ہیں۔ نکاح بیوگان ایک اسلامی اصول ہے گویا آریہ سماج قال سے نہیں تو حال سے صداقت اسلام پر اپنے طرز عمل سے مہر ثبت کر رہا ہے، ایک ایک کر کے آریہ سماج کئی ایک اسلامی اصولوں کو اپنے اندر جذب کر رہا ہے، خدا کرے وہ وقت بھی آ جائے کہ جب آریہ سماج کے پیرو حال کے علاوہ قال سے بھی صداقت اسلام کا اعتراف کر سکیں۔

اسلام کی رواداری

۱۷ جنوری ۱۹۳۵ء کا ملاپ لکھتا ہے کہ ”کل ہی ایک اسلامی اخبار کے کالموں میں ہم نے ایک مسلم فرم کی طرف سے یہ اشتہار پڑھا کہ ہمارے کارخانہ کے لئے ایک تجربہ کار منشی کی ضرورت ہے۔ اگر وہ ہندو ہوگا تو اس کو ترجیح دی جائیگی“

کوئی ہندو کارخانہ اپنے کام کیلئے کبھی بھی مسلمان منشی کو ترجیح نہیں دیگا۔ حالانکہ ایک مسلمان جیسا بہترین منشی ثابت ہو سکتا ہے ویسا ہندو نہیں۔ یہ مسلمانوں کی کیسی رواداری ہے کہ وہ صرف یہی نہیں کہ اپنے کارخانوں میں ملازمت کے لئے کسی ہندو کو مساوی حقوق دیتے ہیں بلکہ وہ بعض حالات میں ہندو کو ترجیح دیتے ہیں اگر یہی رواداری ہندوؤں میں پیدا ہو جائے۔ تو ہندوستان کے آج ہی بھلے دن آ سکتے ہیں۔

تبت کے قدیمی بدھوں کی بہترین غذا

کوہ ایورسٹ کو حال ہی میں جو مہم گئی تھی۔ اس کے ایک ممبر کرنل پی ٹی اتھرٹن نے لندن کے مشہور و معروف اخبار پیرسن ویکلی میں کوہ ایورسٹ اور تبت کے لاماؤں کے دلچسپ حالات شائع کرائے ہیں۔ اس کا ترجمہ ۷ جنوری کے آریہ مسافر لاہور کے صفحہ ۸ پر شائع ہوا ہے جس کا مناسب حصہ درج ذیل ہے۔ یہ اخبار بہترین غذا کے عنوان سے لکھتا ہے کہ

”ایک بار میں (کرنل پی ٹی اتھرٹن) ان سے ملا جو مذہبی رسوم ادا کرنے کے بعد ایک تفریح پارٹی میں شریک تھی سب کچھ کھانے پینے کے بعد ان کے سامنے ایک چیز رہ گئی تھی جو گوشت کی ایک ران سے ملتی جلتی تھی۔ میں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہے جس کے جواب میں ایک خانہ بدوش نے فخر و ناز کے لہجہ میں جواب دیا کہ یہ گوشت کی ران میرے باپ کے وقت کی ہے ان حصوں میں سوکھا ہوا .... اور خاصکر .... بہترین غذا سمجھی جاتی ہے اور اسے بہت دنوں تک محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہ .... کئی سال تک محفوظ رہ سکتا ہے اور دستر خوانوں کی زینت بناتے ہیں جبکہ مہمانوں کے سامنے یہ سوکھا ہوا برسوں کا .... ایک بڑی نعمت کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے“

آریہ مسافر کے ایڈیٹر نے جہاں جہاں نقطوں سے کام لیا ہے، اس کا مطلب آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ تبت کے باشندے جو اپنے قدیمی رواج پر قائم اور جنہیں روشنی کے زمانہ کی ہوا تک بھی نہیں لگی۔ اور جو اپنے آپ کو بدھ مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کے تمدن سے قدیم ہندوستان کے تمدن کا اندازہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس وقت جو ہم ہندوستانی اپنے آپ کو مہذب پاتے ہیں تو یہ بہت کچھ بیرونی لوگوں کے میل ملاپ اور تمدن کا نتیجہ ہے۔

ہمیں خوشی ہے!

۲۰ جنوری ۱۹۳۵ء کے پرکاش نے آریہ سماج کے سامنے ایک سکیم پیش کی ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ ”۵۰ ہزار روپیہ وید اور ویدانگ کے بھاشیہ (ترجمہ) کیلئے مخصوص کیا جائیگا“ اگر آریہ سماج ویدوں کا ترجمہ کر سکے تو یقیناً سماج اپنے بہترین فرض سے سبکدوش ہو سکتی ہے۔ اس وقت ستیارتھ پرکاش کے تو کئی تراجم ملتے ہیں، مگر ویدوں کے تراجم قریباً قریباً نایاب ہیں۔ حالانکہ آریہ سماج کو ویدوں کے تراجم سب سے اول شائع کرنے چاہیئے تھے۔ آریہ سماج کا اس وقت تک ویدوں کے تراجم کو شائع نہ کرنا کئی ایک لوگوں کے دلوں میں وساوس پیدا کر رہا ہے اور ان وساوس کو دور کرنا آریہ سماج کا فرض ہے۔

اسلامی تمدن دنیا کو ہضم کر رہا ہے

”فجی میں آریہ سماج کا کام“ کے عنوان سے بشارت شہری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرشن جی بشرما آریہ مشنری ۲۰ر جنوری کے پرکاش میں لکھتے ہیں کہ " گو مسلمانوں کا فجی میں کوئی کھلم کھلا سنگھٹت پرچار (منتظم تبلیغ) نہیں ہو رہا۔ مگر ان کی دھارمک کٹڑتا (مذہبی مضبوطی) کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ ہندوؤں نے اپنے تیوہاروں وغیرہ کو بھلا کر مسلمانوں کے تیوہاروں کو اپنا لیا ہے۔"

شرما جی کو فجی میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ خود ہندوستان میں ہی...... آریہ سماج پر ہی نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ آریہ سماج نے ایک خدا کی پوجا کا عقیدہ، دھارمک پرچار (مذہبی اشاعت) شدھی، نکاح بیوگان وغیرہ کے عقائد کو کہاں سے لیا؟ اسلام سے۔ اسلام کے تمدن، اسلام کی روحانیت میں وہ قوت جاذبہ ہے اور اس میں قبولیت کا وہ مادہ ہے۔ کہ یہ تمام دنیا پر چھا گیا ہے، مخالف سے مخالف لوگ بھی قال سے نہ سہی حال سے تو اسلامی صداقت کے سامنے سر جھکانے کیلئے مجبور ہیں۔

احمدی اور سکھ

بلاشبہ احمدیت دُنیا کے لئے ایک رحمت ہے۔

آج سے چالیس سال قبل مسلمانوں کے دلوں میں شری گورو نانک صاحب کا بہت ہی کم احترام تھا، آج مسلمانوں کا بیشتر سنجیدہ حصہ شری گورو نانک صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے یاد کرتا اور انہیں ولی اللہ سمجھتا ہے۔ یہ سب احمدیت کے طفیل ہے۔ انصاف اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ سکھ صاحبان اس نیکی کے لئے احمدیوں کے مشکور ہوتے مگر ایک یا دوسری اکساہٹ سے اثر پذیر ہو کر بعض عاقبت نا اندیش سکھ احمدیوں کے منہ آ رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی وہ ہمسایہ قوم جس کی انگیخت سے سکھ احمدیوں کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔ ان کے گورو اعظم نے اپنی مشہور تصنیف میں شری گورو نانک صاحب کو " دھنبی " جیسے مکروہ لفظ (جس کا میں ترجمہ دینا بھی پسند نہیں کرتا) سے یاد کیا ہے۔ مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ غیور سکھ " دھنبی " کے لفظ کو تو برداشت کر سکتے ہیں، نہیں برداشت کر سکتے تو رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ کو۔ سنجیدہ سکھ صاحبان کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ کہ حقیقی معنوں میں کون قوم گورو صاحب کی عزت کر رہی ہے اور کون قوم اس کے خلاف جا رہی ہے۔ از رُوئے انصاف سکھ صاحبان کا تعلق کس قوم سے ہونا چاہئے۔ سمجھدار سکھ بھائیوں کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔

احمدی اور ہندو

ایک وقت تھا جبکہ مسلمان شری کرشن اور شری رامچندر کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ یہ سہرا احمدیت کے سر پر ہی ہے کہ اس نے دنیا کے سامنے یہ بات پیش کی کہ شری رامچندر جی مہاراج اور شری کرشن بھگوان اپنے وقت کے نبی تھے جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج مسلم دنیا میں شری کرشن اور شری رامچندر کے لئے محبت پیدا ہو رہی ہے، اور یہ سب احمدیت کے طفیل ہے، جو دنیا میں حقیقی امن کے لانے والی ہے آج سے کچھ سال قبل جب ایک آریہ نے رنگیلا رسول نامی مکروہ کتاب لکھی تھی، اگر مسلمان چاہتے تو رنگیلا کرشن وغیرہ بہت کچھ لکھ سکتے تھے، مگر مسلمانوں نے آن واحد کے لئے بھی اس امن سوز طریق کو پسند نہ کیا، کیونکہ وہ شری رامچندر اور شری کرشن کو اپنا ہی ایک بزرگ سمجھتے تھے۔ بتلائیے مسلمانوں میں یہ ذہنیت کس نے پیدا کی صرف احمدیت نے۔ لہٰذا سمجھدار ہندو جن کے قلوب میں اپنے بزرگوں کا کچھ بھی احترام ہو، ان کا یہ فرض ہے کہ وہ احمدیت کے اس احسان کی دل و جان سے قدر کریں۔

احمدیت کا احسان

اس وقت بعض مسلمانوں کی طرف سے احمدیت کے برخلاف جو طوفان بے تمیزی برپا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اگر احمدیت دنیا میں نہ آتی تو آج مسلمانوں کا بیشتر حصہ عیسائی اور آریہ ہوا ہوا ہوتا، یہ احمدیت ہی ہے کہ جس نے ہر مذہبی میدان میں آریوں اور عیسائیوں کو چاروں شانے چت گرایا۔ اگر آج آریہ اور عیسائی مبلغ سامنے آنے سے کانپتے ہیں تو احمدیت سے ہی۔ ایسی خادم اسلام جماعت کا وجود نعمت غیر مترقبہ ہے، ابھی یہ کل کی بات ہے کہ ملکانہ فیلڈ میں شدھی کا جو طوفان برپا ہوا تھا، اس کو نیست و نابود کس نے کیا؟ احمدیت نے۔ اگر احمدی مبلغ سینکڑوں کی تعداد میں وہاں نہ پہنچتے تو اس وقت تمام راجپوتانہ کی مسلم کہلانے والی آبادی آریہ سماج کی گود میں چلی گئی ہوتی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام لیوا جنیئو پہن لیتے، چوٹی رکھ لیتے، یا بالفاظ دیگر اسلام اور بانی اسلام کے دشمن ہو جاتے۔ احمدیت نے ملکانہ فیلڈ میں آریوں کو وہ شکست فاش دی کہ جس کا لوہا دنیا مان گئی۔ اور خود آریوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ احمدیت کیا ہے؟ خدمت اسلام بجا لانے والی جماعت یا خادمان اسلام کا ایک گروہ۔ جن کے قلوب میں ان کے واجب الاحترام ہادی نے اسلام کے درد کیلئے وہ نہ بجھنے والی چنگاڑی رکھ دی ہے جسکی وجہ سے وہ خدمت اسلام کے لئے ہر وقت تیار اور بے تاب رہتے ہیں، جہاں بھی اسلام پر کوئی حرف آئے، بفضل خدا یہ جماعت پیش پیش ہوگی، ایسی خادم اسلام جماعت کے ساتھ دشمنی یقیناً اسلام کے ساتھ دشمنی کے مترادف ہے۔ اسلام بڑھیگا، پھولیگا، اور پھلیگا۔ اور اس کے ساتھ یہ خادم اسلام جماعت بڑھیگی، پھلیگی اور پھولےگی۔ ہاں اس جماعت کے منہ آنے والے لوگ خائب و خاسر رہیں گے۔ اور ایک وقت آئیگا جبکہ ایسے لوگوں کی اولادیں حسرت سے کہینگی کہ کاش ہمارے آبا و اجداد ایسی خادم اسلام جماعت کی مخالفت کر کے خود اسلام کو ضعف پہنچانے کے موجب نہ بنتے۔

خوش خبری

یقیناً بہی خواہان ملت یہ بات سنکر بہت خوش ہونگے کہ خدا کے کرم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گورمکھی سیرت مکمل ہو گئی، اب اس کا پریس میں بھیجنا باقی ہے اگر آج پریس میں جا سکے تو انشاء اللہ تین ماہ تک یہ پبلک میں آ سکتی ہے۔ اس پر قریباً دو ہزار روپیہ خرچ آئے گا محنت کرنا تو میرا کام ہے مگر روپیہ میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ وہ میرے پاس ہے نہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ غیر مذاہب میں اس کی اشاعت مفت یا برائے نام قیمت پر نہایت وسیع پیمانہ پر ہو، کیونکہ اس سیرت کی اشاعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جتنی بھی زیادہ ہوگی اتنے ہی لوگ شری جگت گورو محمدؐ جی مہاراج کے محاسن کو جو دنیا کے لئے بلاشبہ رحمت تھے بہتر سمجھ سکیں گے۔ آئے روز جو ہم یہ دلخراش و سینہ فگار خبریں سنتے رہتے ہیں کہ آج فلاں نابکار نے آنحضرتؐ کی شان مبارک میں سوء ادبی سے کام لیا، اس ذہنیت کو کچلنے کیلئے ایک ہی راہ ہے، کہ ہم حضور مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مقدسہ کو ان لوگوں کی السنہ میں ہی ان لوگوں میں پھیلا دیں۔ یقیناً اس کے نہایت خوشگوار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور جو کام لاکھوں سے نہیں ہو سکتا وہ کوڑیوں سے ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک اس فنڈ میں ۵۰ روپے اور ایک روپیہ مولوی اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی جملہ ۵۱ روپے وصول ہوئے۔ دوستوں کا فرض ہے کہ اس کار خیر میں دل کھول کر حصہ لیں کیونکہ اس سیرت کی ضرورت اور اہمیت، کسی تشریح کی محتاج نہیں غیر اقوام کو رسالت پناہؐ کی سیرت عالیہ سے آگاہ کرنا یہ بہترین نیکی ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی ترسیل غیر مذاہب میں

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ غیر مذاہب میں جو اپنا بے نظیر کام کر رہا ہے وہ آپ اسی اخبار کے صفحہ ۱۲-۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جمع ۱۸/۱۲ اور دو روپیہ جناب چراغ دین صاحب احمدی جمعدار ۱۴۴ راجپوتانہ ماؤنٹین بیٹری ایبٹ آباد کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ کل ۲۰/۱۲۔ حسب ذیل خواہشمند اصحاب کے نام یہ گورمکھی ترجمہ مفت بھیجا گیا ہے (۱) جناب ایشر سنگھ صاحب لابھ فلور ملز گوبند پور چک ۳۶ معہ محصولڈاک ۴/۱۴۔ (۲) ہیڈ ماسٹر صاحب خالصہ ہائی سکول انبالہ شہر معہ محصولڈاک ۴/۱۴ (۳) منیجر صاحب پبلک لائبریری پھگواڑہ معہ محصولڈاک ۴/۱۴ (۴) بھائی برکت سنگھ صاحب مقام پنڈ عزیز معہ محصولڈاک ۴/۱۴۔ (۵) بھائی سنت سنگھ صاحب مقام علی بیگ معہ محصول ڈاک ۴/۱۴۔ میزان ۱۱/۶۔ جمع ۲۰/۱۲، باقی ۹/۶

اس تبلیغی فنڈ کے ذریعہ جس بہترین رنگ میں سکھ اور ہندو گورمکھی دان فرقان حمید کی مقدس تعلیم اور بہترین گیان اور عرفان سے مالامال ہو رہے ہیں وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ سچ پوچھو تو اس فنڈ نے غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جس قدر یہ فنڈ مضبوط ہوگا۔ اسی قدر غیر مذاہب میں تبلیغ کا دروازہ کھلیگا۔ پچپن کے قریب خواہشمندوں کی درخواستیں دفتر میں آئی پڑی ہیں، فنڈ کم ہے۔ دوستوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اگرچہ ہر ایک نیکی اپنے اندر برکت اور ثواب رکھتی ہے، مگر مخلوق خدا کو فرقان حمید کے برکات سے سرفراز کرنا یہ جملہ نیکیوں کی سرتاج نیکی ہے اور پھر مخلوق بھی وہ جس کے کانوں میں آج تک ہماری ہی سستی کی وجہ سے فرقان کریم کی مقدس تعلیم کی بھنک تک نہ پڑی تھی۔ بلکہ الٹا غلط فہمی کی وجہ سے قرآن مجید کی تعلیم کو ہوّا سمجھتی تھی۔ اور اب اس سے آگاہ ہو کر دل وجان سے اس پر گرویدہ ہو رہی ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا نیکی ہو سکتی ہے، لہٰذا آپکو اس کار خیر میں دامے، درمے، قدمے، سخنے حصہ لینا چاہیئے۔

قادیان میں فتنۂ احرار

(از جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ)

قادیان میں احراریوں کی شرارت اب اس حد تک پہونچ چکی ہے کہ جماعت احمدیہ کیلئے اس کی مزید برداشت قریباً قریباً ناممکن ہو چکی ہے، قادیان احمدیوں کا مقدس مقام ہے، اس مقدس مقام میں اور احمدیوں کے سالانہ جلسہ کے مقدّس ایام میں تقریراً اور تحریراً احراریوں کی طرف سے اتنا گند اچھالا گیا ہے اور احمدیوں کو اس قدر اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ قلب انسانی کو اس کے تصور کی بھی طاقت نہیں ہے اور یہ سب کچھ حکومت اور قانون کی موجودگی میں کیا گیا ہے، ہر شخص کو اس بات کا اختیار ہے کہ جہاں چاہے، جائے اور اپنے مذہبی خیالات کا اظہار معقولیت کے ساتھ کرے اس عام قانون کے ماتحت احمدیوں کے مقدس مقام اور مرکز میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس وجود پر جلسہ کے مقدس ایام میں جبکہ دنیا کے تمام کناروں سے احمدی اپنی رُوحانی بہتری کے لئے قادیان اور قادیان کی مقدس ہستیوں کی زیارت کے لئے جمع ہوتے ہیں جو گند بکا گیا ہے اور جس طرح بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی توہین و تذلیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، فطرت انسانی ایک لمحہ کیلئے بھی تجویز نہیں کر سکتی کہ دنیا میں اس کے انسداد کے لئے انسانی عقل نے کوئی قانون تجویز نہیں کیا۔

ہمارے معاندین نے ہمارے مذہبی دلائل سے تنگ آکر ہمارے متعلق گالی گلوچ تمام پنجاب میں کی۔ کفر اور قتل اور لوٹ گھسوٹ کے فتوے لگائے۔ لاہور میں ایسا ہوا، امرت سر میں ایسا ہوا اور ہو رہا ہے، بٹالہ میں ایسا ہوا اور ہو رہا ہے۔ لیکن دشمن نے جب دیکھا کہ اس کی یہ تمام کارروائی اکارت جا رہی ہے، اور احمدی اپنے عزیز و اقارب اور پیارے وطن کو چھوڑ کر ان شدائد اور آلام سے بچنے کے لئے اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے قادیان میں امن وامان کی خاطر جمع ہو رہے ہیں۔ تو اس نے اپنے تمام امن شکن ظالمانہ ہتھیاروں کو جمع کر کے قادیان پر دھاوا بول دیا اور کہا جاتا ہے کہ یہ سب قانون کے ماتحت ہے ان قانون کے اجراء اور نفاذ کے لئے احرار کے مبلغوں کے ساتھ ساتھ پولیس بھی بھیجی گئی۔ جس کی نفری بڑھتے بڑھتے اب قریباً ۱۲۵ سپاہیوں تک پہونچ چکی ہے اور معمولی پولیس کے علاوہ ملٹری پولیس بھی موجود ہے، باوجود ان تمام انتظامات اور اخراجات کے جو گورنمنٹ برداشت کر رہی ہے احمدیوں کو اطمینان حاصل نہیں ہے اور تمام ملک میں فتنہ اور فساد کا اندیشہ ہی نہیں، بلکہ فساد پھیل رہا ہے، دیال گڑھ ہمسانیاں بٹالہ اور قادیان کے گردونواح کے تمام دیہات میں خصوصاً احمدیوں کے خلاف آگ لگا دی گئی ہے، اور اب صورت یہ پیدا ہو رہی ہے کہ جیسا کہ ہم لوگ پنجاب کے مختلف علاقوں کو چھوڑ کر قادیان میں جمع ہوئے تھے، ویسا اب قادیان چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جائیں، کیونکہ ہم اپنے مقدس مرکز میں حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ کے خلفاء کے خلاف گندی گالیاں اور کمینہ حرکات برداشت نہیں کر سکتے، لیکن ہم اپنے مرکز کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں، ایسا خیال بھی دل میں لانا ناممکن ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ احرار یہاں سے چلے جائیں یہ بھی بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ احراری اسی مقصد کو لیکر قادیان میں آئے ہیں۔ کہ احمدیت کے مرکز میں فتنہ و فساد پیدا کریں۔ اور ہمارے خلاف جنگ جاری کریں، یہ ان کی آخری اور اچھوتی تدبیر ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ احراری اپنے رویہ میں شرافت اختیار کرلیں۔ یہ بھی ناممکن ہے کیونکہ ان لوگوں کی غرض اگر امن سے تبلیغ مذہب ہوتی۔ تو ان کے لئے بہترین میدان امرتسر، لاہور اور دیگر مقامات تھے، چند بازاری لوگ جمع کرکے ہر وقت کوئی نہ کوئی شرارت کھڑی کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ احراریوں کا اصل مقصد شرارت اور فساد پھیلانا ہے۔ نہ کہ اسلام جیسے معزز، پُرامن اور باوقار مذہب کی تبلیغ کرنا۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ قادیان میں جہاں پچھلے پچاس سال میں کبھی بلوہ کے رنگ میں فتنہ و فساد نہیں، جہاں نہ کبھی حکومت کے خلاف فساد ہوا، اور نہ کبھی فرقہ وارانہ جنگ ہوئی۔ ہاں وہ جگہ جہاں سے پچھلے ۲۰ سال کے پر آشوب زمانہ میں کبھی کوئی شرارت نہیں اٹھی۔ جس کی تعلیم کے اثر کے ماتحت پنجاب کا صوبہ سیاسی پاکیزگی اور گورنمنٹ کے ساتھ تعاون میں ہندوستان کے باقی تمام صوبوں سے نمبر لیگیا، اور جس کے رئیس کے سیاسی لیڈر شپ اور اثر کے ماتحت کانگرس اور ٹیررازم وہ طاقت اور تنظیم حاصل نہ کرسکا، جو کہ اس نے سرحد یا بنگال یا دیگر صوبوں میں حاصل کی۔ اس قصبہ اور اس بستی کو اب اس امن کے زمانہ میں فساد اور شرارت اور بدامنی کا مرکز اور گھر بنادیا جائے۔ اور اس شہر کے باشندوں کو ضاقت علیہم الارض بما رحبت کا مصداق ٹھہرا دیا جائے یہ قانون کا اجراء اور نفاذ نہیں ہے، بلکہ قانون کے مقصود اور اغراض کو تباہ کرنا ہے ....

....

.... اگر قانون کے یہ معنی درست ہیں تو کیا گورنمنٹ اس بات کو پسند کرے گی۔ یا گورنمنٹ میں اس بات کی طاقت ہے کہ ننکانہ صاحب میں دو ہزار کے قریب پولیس اس لئے تعینات کردے، کہ کوئی آریہ سماجی یا عیسائی یا مسلمانوں کی کوئی جماعت سکھوں کے اس مقدس مقبوضہ مقام میں حضرت بابا نانک علیہ الرحمت کے خلاف روزانہ گند سے بھرے ہوئے پلندے شائع کرے اور برسر بازار سکھوں کے متعلق تحقیر آمیز الفاظ لکھ کر ننکانہ صاحب کے بازاروں میں بورڈ لگائے اور بازاری گفتگو میں سکھ گیانیوں اور دیگر لیڈروں کی بہو بیٹیوں پر اتہام اور بہتانات شائع کرے اور ایسا کرنے والے چند کنجڑے اور گھمار ہوں اور جب سکھ صاحبان حکام کے پاس شکایت لے کر جائیں، تو حکام بڑے اطمینان اور خندہ پیشانی سے کہہ دیں کہ گالی دینا ایسا جُرم نہیں جو قابل دست اندازی پولیس ہو، ہمیں یقین ہے کہ حکومت ایک دن کیلئے بھی اس حالت کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی سڑی اور مجنون مسلمان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے، کہ وہ ہندوستان کے تمام ہندوؤں کو چھوڑ کر ہردوار میں ہندوؤں کو تبلیغ کرنا چاہتا ہے اور اس کے اس ارادہ کے اعلان اور اظہار پر دس ہزار کے قریب پولیس ہردوار روانہ کردی جائے، تاکہ وہ ہندوستان کے آزاد شہر میں عین میلہ کے ایام میں جب ہردوار میں تمام اطراف واکناف کے ہندو جمع ہوتے ہیں، ہندو بزرگوں اور پستکوں پر غلاظت کی بے پناہ بوچھاڑ کرسکے اس کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں مضبوط پولیس کے آدمی کھڑے ہوں، تاکہ کوئی ہندو گنوار قانون آزادی مذہب کے محاسن سے ناواقف اس قابل رشک ہستی پر کوئی ناواجب حملہ نہ کردے۔ تو کیا یہ جائز ہوگا۔

اسی طرح ان مثالوں کو وسیع کیا جاسکتا ہے اور اس موجودہ قانون کے ماتحت ہمیں ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے کہ گورنمنٹ ایک منٹ کے لئے بھی ننکانہ صاحب میں یا ہردوار یا متھرا میں یا مختلف اقوام کے دیگر مقامات مقدسہ میں ان کی ہتک اور تذلیل کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیگی۔ بلکہ اس وقت اس شخص کو گرفتار کرلے گی، یا کم از کم اس شہر سے بدر کردے گی۔ اور یہ موجودہ قانون کے ماتحت ہی ہوگا۔ کیونکہ گورنمنٹ کے لئے یہ ناممکن ہے کہ ملک میں اس قسم کی حرکات کرنے والوں کی وجہ سے کمیوں پر لکھوکھا روپیہ خرچ کرے اور مسلسل طور پر خرچ کرتی چلی جائے پھر قادیان میں اس بات کو کیوں روا رکھا جاتا ہے۔

مسانیاں متصل قادیان میں صرف دو احمدی تھے ایک مدرس جس کا پانی بند کردیا گیا ہے۔ اور ایک راج ہے۔ جس کو مسانیاں سے نکال دیا گیا ہے اور اس کی بیوی اور بچے بھی اس کو ساتھ نہیں لے جانے دیئے۔

اسی طرح موضع دیال گڑھ تھانہ صدر بٹالہ کے غریب احمدی مستریوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیا گیا ہے، ان لوگوں کی حفاظت اور آزادئ مذہب کے لئے گورنمنٹ کیا توجہ دے رہی ہے اور ان دونوں مقامات پر کتنی پولیس اس نے مقرر کی ہے۔ تاکہ احمدی اپنے عقائد کے متعلق تقریر کرسکیں میں اس موقعہ پر شریف مسلمانوں سے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں اور یہ کہ احراری اسلام کے سیاسی اتحاد کو توڑنا چاہتے ہیں اور ان کا قادیان پر حملہ اسلام کے پیٹ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے۔ آپ کوشش کریں۔ اپنی خاطر، پیارے اسلام کی خاطر۔ ہماری خاطر کہ یہ انوکھی قسم کا جہاد ہمارے خلاف بند کردیا جائے، ورنہ اسلام جیسا کہ مذہبی رنگ میں ٹکڑے ٹکڑے ہوچکا ہے۔ سیاسی رنگ میں بھی مسلمانوں کے کئی فرقے ہو جائیں گے۔ اور بعد میں افسوس کرنے اور ہاتھ ملنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ جو کچھ ہمارے ساتھ ہمارے مقدس مرکز میں کیا جارہا ہے اس کو نہ ہم خطوط میں لکھ سکتے ہیں، نہ اخباروں میں شائع کرسکتے ہیں۔ ایسے گندے امور کو ہماری زبانیں ادا نہیں کرسکتیں۔ اور نہ ہماری قلمیں ان کو لکھ سکتی ہیں۔ ہم صرف اسی قدر کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات اب انسانی برداشت کی حد سے یقیناً نکل چکی ہے اور مزید برداشت اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے بغیر ناممکن ہے۔

پس جہاں حکومت کا فرض ہے کہ اس بات کو بڑھنے نہ دے تاکہ ملک میں ایک نئی آگ نہ لگ جائے اور امن و امان برباد نہ ہو، وہاں شریف اہل وطن کا بھی فرض ہے کہ اس طرف متوجہ ہوں۔ (الفضل)

عُمر کیونکر بڑھ سکتی ہے؟

سر ہربرٹ بارکر انگلستان کے مشہور و معروف، ماہر فن جراحی ہیں۔ انہوں نے چالیس ہزار سے زیادہ مریضوں کو نہایت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی نازک حالت میں کامیاب سرجری کے ذریعہ سے اچھا کیا ہے۔ ان کا ایک قابل قدر مضمون "پیرسن ویکلی" میں شائع ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ:-

بیماری، ناگہانی حادثہ، غلط طرز معاشرت (جس میں غیر صحت بخش پیشے بھی شامل ہیں) ہمیں دوسری دنیا میں پہنچا دیتے ہیں۔ ہم میں سے صرف ایک تہائی ایسے ہیں جو انجیل کی مقرر کردہ عمر طبعی یعنی ستر برس تک پہنچتے ہیں۔ ایسے افراد دو فی صدی سے بھی کم ہیں۔ جو سو برس کی عمر پاتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ کوئی وجہ ایسی معلوم نہیں ہوتی۔ جس کی بنا پر ہم اپنی زندگیوں کو اس طرح محدود سمجھ لیں۔

موت کو دور رکھنے کے سلسلے میں سائنس نے جو کوششیں کی ہیں وہ یقیناً قابل لحاظ ہیں۔ سائنس نے ہم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم زندگی کے نہایت مشکل رموز پر قابو پاکر اس امر کی امید کر سکتے ہیں کہ زندگی کے بہترین فائدے ہمیں حاصل ہوں گے یہ عجیب بات ہے کہ کاروبار کے ہر شعبے میں ایک چٹائی بننے والے دیہاتی سے لیکر ایک بہت بڑے تاجر شہری تک اپنی کامیابی کے لئے مہارت تامہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن زندگی قائم رکھنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

اگرچہ ایسی کوئی طے شدہ اور ناقابل تردید ترکیب نہیں ہے کہ جس کو اختیار کر لینے کے بعد زندگی یقینی طور پر بڑھتی ہی چلی جائے۔ تاہم ایک حقیقت ایسی ضرور ہے کہ جس پر غور کرنے سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ طول عمر کو پُرمشقت کام سے بہت کچھ تعلق ہے۔ محنت اور کام ہی طول عمر کا ذریعہ بن سکتا ہے، بظاہر یہ ایک تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ دنیا کے سب سے زیادہ محنتی اشخاص ہی (جن کو دوسرے لوازم زندگی بھی فراہم ہوں) سب سے زیادہ طویل عمریں پاتے ہیں۔

میں اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ باوجود امریکہ میں کاروبار زیادہ اور زندگی کا طوفان زور شور پر ہے۔ وہاں محنتی کام کرنے والوں کی رفتار موت ہمارے یہاں سے زیادہ ہے۔ لیکن محنت اور سخت محنت جسے طول زندگی کا باعث بتایا جاتا ہے لاکھوں انسانوں کو جانوروں کی طرح کاموں میں لگائے رکھنے سے بالکل جداگانہ ہے۔ انسانی زندگی کیلئے مفید وہ کام ہے، جو پورے طور سے سوچا سمجھا ہوا اور جس میں جسم اور دماغ دونوں اپنی پوری صلاحیت کے مطابق کام کر سکیں، انسانی زندگی کو مشین سے بہت تشبیہ دی جاتی ہے۔ کبھی کبھی یہ تشبیہ ضرور صحیح ہوتی ہے۔ لیکن ہمیشہ نہیں۔ مثلاً تمہاری موٹر کار جو مختلف کل پرزوں کی ترکیب سے بنی ہے اپنے کام کرنے کی استعداد کے مطابق زندگی رکھتی ہے۔ وہ رفتہ رفتہ گھستی اور شکستہ ہوتی ہے، انسان کی یہ صورت نہیں۔ وہ بھی ضرور گھٹتا ہے۔ لیکن وہ اپنے میں از خود زندگی پیدا کر لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، اس کی جو رگیں گھس جاتی ہیں ان کی جگہ نئی رگیں لے لیتی ہیں۔ وہ کائنات کی تمام چیزوں کی طرح پیدائش، نشوونما، اور انحطاط کے ازلی اور بظاہر ناقابل تغیر قانون کے ماتحت زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ مشین نہیں ہے۔ جسمانی اور دماغی توازن کے ساتھ زیادہ سے زیادہ محنت کی جائے۔ غذا اور فضا بھی مناسب ہو تو انسان کی زندگی عام طور پر طولانی ہو سکتی ہے۔

متعدد و متواتر تجربات سے موجودہ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ پرانا خیال کہ انسان زیادہ محنت کر کے دماغ کو تھکا سکتا ہے، غلط ہے، قدرت نے دماغی مشین کو اس عمدگی سے محفوظ کیا ہے کہ سخت سے سخت دماغی محنت شاید کبھی بھی اس کی دماغی قوت کے بیس فی صدی سے زیادہ حصے کو متاثر نہیں کر سکتی۔ دماغی کام کرنے والوں کا یہ خوف کہ ان کا دماغ تھک گیا ہے۔ بے بنیاد ہے۔ دماغ سے جو محنت کی جائے، وہ اس کے لئے تیار ہے۔ اس کی انتہا کو کبھی بھی نہیں پہنچا جا سکتا، یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسمانی تھکن کی وجہ سے کوئی شخص اپنے دماغی کام محدود رکھے۔

محنتی دماغ اس طاقت کو پھر حاصل کر لیتا ہے جو وہ صرف کر چکا ہو، دماغی کام کرنے والا محض اپنی دماغی محنتوں کی وجہ سے اپنی زندگی پر قابو پا لیتا ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت کے لئے دوسرے لوگوں کو دیکھ لینا کافی ہوگا، جو شخص دماغی محنت کرتا ہے۔ اپنے کام میں ہی ڈوبا رہتا ہے وہ زندگی سے محبت کرتا ہے اور اس کی گرفت زندگی پر مضبوط رہتی ہے۔ برخلاف اس کے جو شخص کام چور اور کاہل ہے اور یہ چاہتا رہتا ہے کہ دماغی یا جسمانی محنت کم سے کم کرے اور کام سے جان بچائے۔ وہ اپنے وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو جاتا ہے۔ وہ شخص زندگی کو ایک کمزور ہاتھ سے پکڑتا ہے اور اس کا کمزور ہاتھ بہت جلد جھٹک دیا جاتا ہے،

جن جن چیزوں کی ہم سچے دل سے اور بے چینی کے ساتھ خواہش کرتے ہیں وہ ہمیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ دُنیا کے بڑے سے بڑے کام کرنے والے انسان زندگی سے انتہائی محبت رکھنے والے ہیں۔ وہ کمزوری کو انسانی ارادے کی پُراسرار قوت کے ذریعہ سے قریب نہیں آنے دیتے۔ سر اولیور لاج کو دیکھو کہ آج بھی جوانی کی زندگیوں کی سرگرمیوں کے ساتھ عالم ارواح کی تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں۔ زیگو سلافیہ کے معمر صدر اور اس کے کاموں کو دیکھو۔ ایڈلسین ارل بارفول اور اس طرح کے بہت سے لوگوں کو دیکھو۔ جنہوں نے اسی پچاسی برس کی عمر تک میں چودہ پندرہ گھنٹے روزانہ کام کئے ہیں۔ یہ تمام لوگ کیوں اتنے دنوں تک زندہ رہے اور کیوں اتنا کام کر سکے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ کام کیا اور اپنے کام سے محبت رکھی۔ اگر ان محنتی افراد پر کاہلی زبردستی عائد کر دی جاتی اور وہ کام نہ کرتے تو وہ عمر طبعی سے کئی برس پہلے ہی مر جاتے، یہ آئے دن دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ تمام عمر محنتی اور مستعد رہے ہیں۔ جب اپنی تجارت یا پیشہ سے ریٹائر ہوئے ہیں تو کمزوری ان میں بسرعت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ موت سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ جس طرح جسمانی ورزش کرنے والا اپنی محنت ترک کر دے تو اس کے جسم پر بہت بُرا اثر پڑے گا۔ اسی طرح اگر دماغی محنت کرنیوالا اپنی دماغی محنت سے باز آجائے تو اسے بہت نقصان پہونچے گا۔ کاہلی، سستی اور تساہل جسمانی انحطاط کو دعوت دیتی ہیں۔ ادھ موئے بن کر زندگی بسر کرو۔ اور تم تھوڑے ہی دنوں میں زندہ رہنے کی زحمت سے بالکل ہی بچ جاؤ گے۔ اُبھرتی ہوئی نسلوں کو جو سب سے بڑی مدد پہنچائی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہیں کام کرنے کا عادی بنایا جائے۔ کوئی تندرست بچہ بیکاری اور کاہلی نہیں پسند کرتا۔ بچوں میں کام کرنے کی اس فطری صلاحیت کو ترقی دو اور تم شاد و کامیاب انسانوں کا دنیا میں اضافہ کر سکو گے۔

اگر بچوں کی محنت کرنے کی فطری خواہش غلط تربیت کی بدولت برباد ہو جاتی ہے۔ یہ بہت افسوسناک صورت حال ہے۔ جیسے جیسے سن بڑھتا ہے وہ کام جو کبھی کھیل تماشا تھا ایک بلا و مصیبت بنتا جاتا ہے اور زندگی کا کشادہ افق اپنی لامحدود رنگینیوں اور دلآویزیوں کے ساتھ تنگ ہوتا جاتا ہے زندگی میں بہت سی چیزیں پیش آتی ہیں اور پھر نکل جاتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت ایک زمانہ کے بعد نظر انداز کی جاسکتی ہے۔ حوصلے بغیر پورے ہوئے رہ سکتے ہیں۔ غم ہماری خوشی کے چراغ کو وقتی طور پر بجھا سکتا ہے۔ لیکن ایک چیز مستقل طور پر رہ جاتی ہے۔ وہ کام اور وہ مسرت ہے۔ جو اچھے کام کے دینداری کے ساتھ انجام پا جانے کے بعد محسوس ہوتی ہے۔

(نئی زندگی)

حضرت پیغمبرِ اسلام کی صداقت

(از حکیم جگن ناتھ پرشاد صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن)

دنیا میں جب فساد اور ناخدا ترسی کی کثرت ہو جاتی ہے تو خداوند تعالیٰ کسی نبی یا اوتار اور رسول کو اہل دنیا کی ہدایت کیلئے دنیا میں بھیجتا ہے۔ حضرت پیغمبر اسلام کی بعثت سے قبل عرب کی معاشرتی، تمدنی اور روحانی حالت بیحد خراب اور قابل اصلاح ہو گئی تھی، قدرت نے ضرورت محسوس کی کہ ان خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کی جائے۔ چنانچہ حضرت محمدؐ علیہ السلام عرب میں پیدا ہوئے۔ بچپن کے زمانہ ہی میں حضرت ممدوح الشانؐ کی راستبازی، صداقت، اخلاق اور مضبوط کیرکٹر نے اہل عرب کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ آپ کے والدین تو کمسنی ہی میں داغ مفارقت دے چکے تھے۔ لہٰذا آپ کے چچا ابوطالب نے آپکی پرورش کی۔ خدا کے حکم سے آپ نے بالاعلان نبوت کا اظہار فرمایا اور بت پرستی کی مذمت فرمائی۔ اس پر اہل مکہ کے جوش و غضب میں آگ لگ گئی اور انہوں نے ابوطالب سے کہا کہ اپنے بھتیجے کو روکئے کہ وہ ہمارے خداؤں کی مذمت نہ کریں۔ اگر ان کو مال و زر کی خواہش ہے تو اس کی تعمیل ہو سکتی ہے، امارت اور سرداری کی ہوس ہے تو ہم اس کیلئے بھی آمادہ ہیں اور اگر حسن و جمال کی طلب ہے تو بہتر سے بہتر حسین عورت پیش کی جاسکتی ہے ورنہ پھر ہم اپنے خداؤں کی عزت و عظمت کی خاطر خون تک بہانے سے دریغ نہ کرینگے۔ ابوطالب نے حضرت محمدؐ سے تمام باتوں کا تذکرہ کیا اور قریشیوں کے جوش و غضب سے متاثر ہوتے ہوئے خوف اور گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ حضرت پیغمبر اسلامؐ چچا کی گفتگو سن کر دامن جھٹک کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ چچا جان آپ غلطی پر تھے جو آپ سمجھتے تھے کہ میں محمدؐ کا کفیل ہوں میرے لئے میرا خدا کافی ہے۔ اس صداقت سے لبریز جواب نے ابوطالب کو متحیر کر دیا۔

اس کے بعد کفار کے مظالم کا وہ لرزہ بر اندام دور شروع ہوتا ہے جس میں پیغمبر اسلام اور ان کے ساتھیوں پر بے حد ظلم و ستم کیا گیا۔ عرب کے ناسمجھ جاہلوں نے کوئی دقیقہ حضرت محمدؐ کے ستانے میں اٹھا نہیں رکھا۔ لیکن آپکی سچائی اور روحانیت کبھی مغلوب نہیں ہوئی۔ ایسے خون آشام اور شدید ترین معرکوں میں صرف صداقت ہی ٹھہر سکتی ہے۔ کفار کی مسلسل جفاؤں اور نئی نئی نامعقولیتوں کی وجہ سے آپؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی کفار نے آپ کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ ناکام رہے۔ حضرت محمدؐ اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لیکر مدینہ پہنچے، وہاں انصار نے آپؐ کی جسقدر خاطر و مدارات کی وہ ہر طریقہ سے بے مثال ہے۔ مدینہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے اہل مکہ کو جو خبر ہوئی کہ خدا کی توحید کے ماننے والے روز بروز ترقی کر رہے ہیں تو یہ پتھروں کے پوجنے والے بھی جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت پیغمبرؐ اسلام نے اپنی زندگی بھر کبھی اپنی طرف سے پیشقدمی نہیں کی اور اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی بلکہ آپؐ نے ہمیشہ مدافعت کی کیونکہ آپ امن و صلح کے سچے علمبردار تھے۔ اور دنیا کو امن سے بھرنے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے دشمنوں کو ناکامیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ آپؐ کے صحابہؓ نے بڑی بڑی جانفروشیاں دکھائیں۔ اور اپنے خون کے آخری قطرہ کو بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں کسی رسول اور پیغمبر کو ایسے فدائی اور جاں نثار ساتھی نہیں ملے۔ آپؐ نے بارہا ان دشمنوں کو جو شمشیر بکف قتل کیلئے آتے تھے اور آپؐ کے رعب و وقار کی وجہ سے ایسی ہمت نہ کر سکے، معاف فرما دیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ خون کے پیاسے جان فدا کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے اور ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے بعد میں جاکر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں الٹ دیں۔ اور دنیا میں تہلکہ برپا کر دیا۔

حضرت پیغمبرؐ اسلام نے باوجود مال غنیمت کی فراوانی اور بہتات کے اپنی ذات پر دیگر صحابہؓ سے زیادہ نہیں بلکہ کم مال خرچ کیا۔ اکثر آپ فاقہ کشی اختیار فرماتے تھے پیوند لگے کپڑے آپ زیب تن فرماتے تھے۔ اور دنیا کی زیب و آرائش مال و دولت ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کی توجہ کو نہ کھینچ سکی۔ اور مرکز حق ہمیشہ اپنی جگہ پر ہی قائم رہا۔ حالانکہ ظلم و ستم کی آندھیاں بھی آئیں اور دنیوی امارت و دولت کا طوفان بھی رونما ہوا آپؐ کی تعلیم اور فیض اثر نے عرب کی واقعی کایا پلٹ دی اور عرب ہی پر کیا موقوف ہے۔ دنیا کے جس گوشہ میں آپؐ کی تعلیم پہنچی تو اہل دنیا نے بڑی خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا۔

آپؐ کی ذات بیوہ عورتوں کی ملجا، یتیموں کی پشت پناہ بیکسوں کی ماویٰ، اور غریبوں کیلئے وجہ امن تھی۔ اسی جذبہ ایثار و رحمت نے آپ کو غیر معمولی طور پر ہر دلعزیز بنا دیا۔ اور ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضرت محمدؐ مجھ سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آپؐ اپنے اصحابہؓ کے ساتھ مل جل کر کام کاج کیا کرتے تھے اور غزوہ خندق میں تو آپؐ نے خود کدال لیکر مٹی بھی کھودی تھی۔ سچائی اور حق پرستی کا یہ عظیم الشان مظاہرہ تھا غرض بچپن سے لیکر رحلت تک حضرت پیغمبرؐ اسلام کی زندگی کا کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو سچائی اور صداقت سے لبریز نہ ہو اور جس کا مقصد خدا پرستی نہ ہو۔

کس قدر ناسمجھ اور کور باطن ہیں وہ لوگ جو ایسے مقدس انسان اور پاکیزہ پیشوا کی ذات پر تعصب آمیز حملے کر کے انسانیت کی توہین کرتے ہیں۔ فقط۔

مبارکباد!

دوست یہ سنکر خوش ہونگے کہ نور کے ہمدرد اور سنجیدہ نامہ نگار جناب مولانا محمد ظفر صاحب ایم اے پلیڈر گوجرانوالہ کو "خانصاحب" کے خطاب سے سرفراز کیا گیا ہے۔ مولانا کی شخصیت اور انکی سلجھی ہوئی طبیعت اور ان کا ادبی مذاق اس امر کا مقتضی تھا کہ انہیں "خان بہادر" کا خطاب دیا جاتا۔ امید کہ گورنمنٹ بہت جلد اس کی تلافی کرے گی ÷ اڈیٹر نور اپنی طرف سے اور نور کے ناظرین کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

وصیت نمبر ۴۲۴۱

منکہ محمد بخش ولد رمضان بخش قوم بٹ عمر تقریباً ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکنہ جہلم ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع جہلم، بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد دو مکان ہیں، جن میں سے ایک میرے پاس رہن ہے دوسرا میری اپنی ملکیت ہے۔ نیز قریباً ۴۲ کنال زمین معہ چاہ میرے پاس -/۴۰۰ روپیہ میں رہن ہے، پانچہزار شلنگ میں ایک مکان میرے پاس افریقہ میں رہن ہے (بمقام ہٹوارہ ایسٹ افریقہ) اس کے علاوہ نوصد روپیہ میں نے ایک شخص سے لینا ہے میں اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں، اگر میں کوئی رقم بمد وصیت داخل خزانہ انجمن مذکور کرکے رسید حاصل کرلوں تو وہ اس میں سے مجرا لینے کا حقدار رہونگا، نیز اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو، تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک تصور ہوگی۔ العبد محمد بخش موصی بقلم خود۔

گواہ شد۔ عبدالرحیم بٹ پسر موصی۔ گواہ شد۔ سید سرور شاہ جونیئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم

وصیت نمبر ۴۲۴۸

منکہ حبیب اللہ ولد منشی فتح الدین قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج ۸/۴/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری وفات پر جسقدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، میری موجودہ جائداد ایک جدی مکان واقعہ محلہ کمبویاں قادیان میں ہے، جس میں ہم پانچ بھائی مساوی کے شریک ہیں۔ اس مکان کے متعلق سردست کچھ تنازع ہے۔ جس کے فیصلہ ہونے پر ہی انجمن کارپرداز مقبرہ بہشتی کو مطلع کرونگا، میری موجودہ آمدن -/۱۹۰ روپیہ ماہوار ہے، اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی میں تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ ایک بھائی صاحب کے پاس میرے مبلغ -/۹۰۰ روپیہ قرض حسنہ ہے، بصورت وصولی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں، مبلغ -/۱۰۰ روپیہ قرضہ حسنہ تحریک ساڑھے ہزار میں ہے، بوقت وصولی اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کردونگا، اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔

العبد شیخ حبیب اللہ پاسپورٹ کلرک برٹش لائیسنس لالیٹ محمرہ پرشین گلف۔ گواہ شد رستم خاں سرور ڈرائنگ آفس اے پی۔ او سی آبادان سکرٹری مال جماعت احمدیہ آبادان۔ گواہ شد مرزا برکت علی موصی امیر جماعت احمدیہ آبادان ساکن قادیان دارالامان ۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۴ء۔

وصیت نمبر ۴۲۵۰

منکہ رستم خاں ولد صوبیدار دلاور خاں قوم کیرٹ خیل (ڈاکوڑہ فنگ افغاناں) عمر قریباً ۲۵ سال تاریخ بیعت ۳ر اگست ۱۹۳۲ء ساکن جلازئی ڈاک خانہ خاص تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۹/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں، میں اس وقت کسی قسم کی غیر منقولہ جائداد پر قابض نہیں۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے، جو اس وقت مبلغ -/۲۵۰ روپیہ ماہوار ہے، میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں، کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں، تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ اور یہ بھی واضح کرتا ہوں کہ میرے والدین کی طرف سے جو میری جائداد ہوگی، اس میں میرے تین بھائی شریک ہیں جو بھی جائداد میرے حصہ میں آئیگی۔ اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔

العبد رستم خاں سرور ڈرائنگ آفس اے بی او سی آبادان ملک ایران بقلم خود۔ گواہ شد مرزا برکت علی موصی امیر جماعت احمدیہ آبادان ملک ایران ساکن قادیان۔ گواہ شد حبیب اللہ سکرٹری وصایا گواہ شد شیخ محمد غوث مدیر سفینا جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ آبادان۔

وصیت نمبر ۴۲۴۳

منکہ محمد عباد اللہ ولد عبدالحمید قوم راجپوت چوہان پیشہ نجار ومعمار عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ککھو کے مستریاں ڈاکخانہ ڈیرہ بابا نانک تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۱/۱۱/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ محلہ دارالانوار میں ۲ کنال زمین میں سے تیسرا حصہ ۲ کنال ہے اور ۶ کنال ۱۳ مرلہ اور ہے جس کا تیسرا حصہ ۲ کنال سوا چار مرلہ ہے کل زمین چار کنال سوا چار مرلہ کی قیمت آٹھ سو روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت اوسط مبلغ ۲۰/- روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ فقط یکم نومبر ۱۹۳۴ء

العبد محمد عباد اللہ ولد میاں عبدالحمید خاں ککھو کے حال قادیان بقلم خود

گواہ شد نور احمد جنتہ محلہ دارالرحمت دارالامان قادیان۔

گواہ شد محمد الدین ملتانی مبارک منزل محلہ دارالبرکات بقلم خود

وصیت نمبر ۴۲۵۴

منکہ عبدالحق ولد مولوی سردار محمد قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۸ء ساکن میانی ڈاکخانہ خاص تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۳/۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے جسکی کل قیمت -/۱۲۰۰ روپیہ ہے لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے، جو کہ اسوقت ۶۷/۸/- روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں، تو اسقدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ میری جائداد حسب ذیل ہے:- خوشاب ضلع شاہپور محلہ عیدگاہ میں میرا ایک مکان ہے جس کے نصف حصہ کا میں مالک ہوں اس کی قیمت تخمیناً -/۶۰۰ روپیہ ہے، قصبہ میانی ضلع شاہپور محلہ دربتھالیاں میں میرا ایک سکنی مکان ہے جسکی قیمت -/۲۵۰ روپیہ ہے۔ جسکے تیسرے حصہ کا میں مالک ہوں، قادیان محلہ دارالبرکات میں ۲ کنال زمین ہے جسکے تیسرے حصہ کا میں مالک ہوں اسکی قیمت -/۲۰۰ روپیہ ہے۔ ایک زرعی زمین ۱۳ ایکڑ موضع سونہ ضلع گجرات میں ہے اسکی قیمت -/۱۵۰ روپیہ ہے اسکے تیسرے حصہ کا میں مالک ہوں،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار ابہل سنگھ صاحب ایم اے پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ

لکھتے ہیں کہ "چونکہ جناب نے ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایک دفعہ ختم کر چکا ہوں میں نے پہلے بھی انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپ کے ترجمہ سے نصیب ہوا وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں آپ نے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بڑا احسان کیا ہے کیونکہ سچائی سچائی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خودغرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائیں گی۔ خدا آپ کو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ایسا تحفہ دیا جو دینی اور دنیوی ترقی میں مدد کرنے والا ہے۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں کہ "مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا لیکن عربی زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے آج تک یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپ نے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپ نے گورمکھی زبان میں فرقان کریم کا ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت احسان کیا ہے اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔"

جناب سردار جیون سنگھ نائب تحصیلدار پولٹیکل آفس سبی (بلوچستان)

لکھتے ہیں کہ "اگرچہ مجھے اپنے فرائض منصبی کے باعث اتنی فرصت تو مل نہیں سکتی کہ میں اس گرنتھ کو جو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کی محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے کلیتہً پڑھ سکوں تاہم جزوی صورت میں مختلف جگہ سے مطالعہ کر کے میں ذیل کے نتیجہ پر پہنچا ہوں قرآن شریف کی تعلیم وحدانیت سے بھری پڑی ہے، گویا سراسر وحدانیت ہی ٹپکتی ہے۔ قرآن شریف میں ایسے ایسے مختصر اور بامعنی جملے ملتے ہیں جو دوسری زبانیں اس کے مقابلہ میں خاموش ہیں مثلاً لفظ اِنشاء اللّٰہ کو لیجئے اس کے معنی ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہے تو، یہ کلمہ ٹھوس اور بامعنی اور پاکیزہ رنگ میں ہے جو اپنی خوبی کی وجہ سے میری زبان پر چڑھ گیا ہے بعض حضرات اپنی تنگدلی کے باعث اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ سکھ ہو کر عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو، ان کو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس لفظ کے مقابلہ میں کوئی دوسرا لفظ سنسکرت یا گورمکھی کا مجھے بتایا جائے تاکہ اکثر گفتگو میں اس کا استعمال کیا جائے۔ مگر صرف دائیں بائیں سر ہلا دینے کے سوا ایسے حضرات کو کوئی جواب نہیں ملتا۔ میرا سب کی خدمت میں ادب سے مشورہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم خاطر خواہ دلچسپی ہو تو باقاعدہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی زبان کیسی ہے؟

اس بارے میں میں کیا عرض کر سکتا ہوں، چھوٹا منہ اور بڑی بات والا معاملہ ہے یہ امر محض مطالعہ ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" گرنتھ سامنے پڑا ہے، پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کیا خوبی ہے کہ عربی کا ترجمہ کیسے کیسے صاف اور بامعنی اور مروجہ الفاظ میں کیا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ ترجمہ قرآن کا ہو اور کرنے والا شیخ محمد یوسف ہو تو پھر زیادہ لب کشائی ایک لن ترانی ہوگی۔ بس شیخ صاحب کا نام ہی کافی ہے۔ جو سونے پر سہاگہ ہے، خداوند کرے کہ ایسی عالم و فاضل ہستیاں ہر مذہب و ملت میں کثرت سے پیدا ہوں تاکہ مذہبی کشمکش اور سرکشی کا جلد خاتمہ ہو۔

گورمکھی دان دیہاتی باشندوں کو اس ترجمہ کی کہاں تک ضرورت تھی

اس کی ضرورت نہایت سخت تھی جو لوگ پہلے اذان سُنکر ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ اللّٰہ اکبر کے لفظ سے مامون و محفوظ رہیں۔ اور اس کی زد سے بچ جائیں۔ یہ ترجمہ پڑھکر اب وہ اخیر تک اذان سُن سکیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ لڑکپن میں میں ایک گاؤں میں گیا، اس کے باہر ایک مسجد تھی۔ جب اذان کا وقت ہوا تو وہاں سے اذان کی صدا آتی تھی کہ اس سے برانگیختہ ہو کر اکثر احباب نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ میں اسوقت گو بے سمجھ تھا مگر میں اسقدر سوچ سکتا تھا اور حیران تھا کہ اذان میں شاید مُلّا گالیاں نکالتا ہوگا۔ جسے لوگ سننا گوارا نہیں کرتے۔ جب میں نے ہوش سنبھالا، اور اذان کے مطلب اور معنی سے باخبر ہو گیا تو ان کی نافہمی پر مجھے رونا آیا ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

اب شیخ صاحب کی مہربانی، کشادہ دلی اور عرق ریزی سے ایک اہم ضرورت رفع ہو گئی ہے، اب کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر شخص جس میں تھوڑا سا علم ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور سچ جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہے یہ سب جہالت کی زنگ ہیں۔ میں درگاہ پاک پروردگار میں شیخ صاحب کے حق میں دست بدعا ہوں کہ خداوند کریم جمیع حادثات دہر سے شیخ صاحب کو محفوظ و مامون رکھے اور اس نیک کام کا نیک اجر بخشے۔"

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے (فاضل سکھ مذہب) ہیڈ ماسٹر خالصہ سکول توگل والا ضلع گورداسپور

لکھتے ہیں کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہی ہے، بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں کو خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان جو اپنے اندر آسانی اور جذب اور دل میں عمیق اثر ڈالتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ آج تک کروڑ ہا مسلمان بھائی فرقان حمید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر ان میں گنتی کے ہی چند دوست ایسے ہونگے۔ جنہوں نے اس کی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو سردار صاحب کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب کی تعلیم کو ہوبہو دینداروں تک پہونچایا ہے جو عربی نہیں جانتے تھے۔ مگر ان کی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کے لئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دے کر متن کے ساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دی گئی ہے، جن سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ۔ مترجم نے عام پبلک کی بھلائی کے علاوہ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل تھی۔ قرآن مجید کے اس ترجمہ کے ذریعہ اسے پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے۔"

سردار دلوی سنگھ صاحب گرنتھی سب پوسٹ ماسٹر خانپور (ریاست بہاولپور)

لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا میں جناب سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت اودھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے، اور مخلوق کیلئے نور خدا کا چشمہ فیض کھول دیا۔ بلکہ سمندر بہا دیا ہے، چند روز ہوئے۔ جناب سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں "سکھ اور مسلمان، سکھ مسلم اتحاد۔ مسلمانوں کے احسان سکھوں پر" روانہ کیں۔ اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ (Open fact) عین حقیقت ہے۔ قرآن شریف کے اُپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو، تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو گلے ملایا ہے، میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں آپ اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجا لائے ہیں۔ واہگورو جی آپ کو اس سے بھی زیادہ طاقت بخشیں۔ آمین۔"

جناب بھائی پریتم سنگھ صاحب گرنتھی سکھوں کی مذہبی کتب کے ماہر خصوصی

از ٹھٹہ چھینہ ڈاکخانہ خاص براستہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

لکھتے ہیں کہ "میں آپ کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو پڑھکر نہایت محفوظ ہُوا۔ اس کی لکھائی چھپائی وغیرہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ایسی دھارمک پستک (مذہبی کتاب) کا ترجمہ کرنے میں بلاشبہ آپ نے کمال محنت سے کام لیا ہے، اور خون پسینہ ایک کر کے گورمکھی والوں کیلئے ایک بہترین تحفہ تیار کیا ہے، میری پرارتھنا (دعا) ہے کہ ایشور آپ کو بہترین صلہ دے۔ میں نے بہت سی پستک (کتب) کا مطالعہ کیا ہے، لیکن دھارمک پستک کا ایسا عمدہ ترجمہ نہیں دیکھا۔"

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی رحیم یار خان

تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے دل میں قرآن شریف پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدقسمتی بھاشا میں ہونے کی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے۔ جس نے میری دیرینہ خواہش کو اس طرح پورا کیا ہے جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرسبز ہو جاتا ہے بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنے میں کمال عقلمندی اور محنت سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی، اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے، یقیناً آپ کا یہ کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے اور مذہب اسلام کے لئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

سردار کروڑا سنگھ صاحب ریٹائرڈ سب پوسٹ ماسٹر سنگرور ریاست جنیند

لکھتے ہیں کہ "شریمان جی! میں نے قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کو شروع سے لیکر آخر تک کمال غور سے پڑھا ہے اور پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ نے اس مقدس کتاب کا گورمکھی میں ترجمہ کر کے گورمکھی دان لوگوں پر ایک احسان عظیم کیا ہے جس کا جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔"

مہنت وساوا رام صاحب کبیر پنتھی مقام راجہ جنگ ضلع لاہور

لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کا کیا ہوا قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ پڑھا، یہ ترجمہ بہت ہی اچھا ہے آپ نے گورمکھی میں قرآن شریف کا ترجمہ کر کے خلق خدا پر بڑا احسان کیا ہے آپ کو اس کا اجر خدا ہی دے سکتا ہے۔ جو آتینت (نہایت ہی) دیالو (رحمٰن) اور کرپالو (رحیم) ہے دوسرا کیا دیگا" یہ قرآن مجید کا ترجمہ میں نے اپنے چیلے مسمیٰ ساون کو منگوا کر دیا ہے خدا اُسے سمجھنے کی توفیق دے۔

جناب سردار نتھا سنگھ صاحب پنشنر لدھیانہ

بوساطت جناب شیخ غلام احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ

فرماتے ہیں کہ "قرآن مجید کے اس گورمکھی ترجمہ کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے مطالعہ سے انسان کے دل پر ایک خاص روحانی اثر پڑتا ہے اور جس جانفشانی اور محنت کے ساتھ یہ ترجمہ کیا گیا ہے اس کا اندازہ کوئی پڑھنے سے ہی لگا سکتا ہے۔"

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ اور آریہ پریس

آریہ مسافر لاہور اپنے مارچ ۱۹۳۳ء کے اشو میں لکھتا ہے کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ نہایت خوبصورت جلد کے ساتھ چھپوایا ہے۔ مختلف مقامات سے اس کا مطالعہ کیا گیا۔ ترجمہ واقعی عام فہم ہے اور شیخ صاحب کی یہ کوشش قابل داد ہے۔" نور ایک اشد ترین مخالف کے قلم سے یہ الفاظ نکلنے ایک معجزہ ہے۔

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کا ہدیہ **صرف دو روپے** ۲۔ یہ ترجمہ جس کے متعلق سکھ علماء کی قیمتی آراء آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ سائز $\frac{20 \times 26}{8}$ صفحات ۷۲۸، کاغذ ۴۰ پونڈ اعلیٰ، چھپائی نہایت نفیس، جلد سنہری، گھر کی لاگت پانچ روپے، مگر تبلیغی نقطہ خیال سے برائے نام ہدیہ صرف

ملنے کا پتہ:- **مینیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملیریا بخار اور اس کی کمزوری سے آپ کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں

بلاشبہ یہ بخار انسان کا خون نچوڑ کر زندہ درگور بنا دیتا ہے، اکسیر البدن اس موذی بیماری سے آپکو محفوظ رکھیگی، اور ملیریا سے پیدا شدہ کمزوری کو دور کر کے آپکو تنومند بنائیگی۔ اگر آپ میں عام کمزوری ہے تو اُسے بھی فی الفور دور کر کے آپ کو زور آور بنائیگی۔ جن لوگوں نے ایک دفعہ بھی اسے استعمال کیا وہ ہمیشہ کیلئے اس کے گرویدہ ہو گئے۔ کیونکہ ان پر یہ ثابت ہو گیا کہ دل میں نئی اُمنگ، اعضاء میں نئی ترنگ اور دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا اس اکسیر پر ختم ہے، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا اس اکسیر کا ہی کام ہے، ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف پانچروپے ہے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملیریا کی کمزوری دور ہو گئی

جناب شیخ فخر الدین صاحب زمیندار ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کورائی ضلع کٹک سے تحریر فرماتے ہیں کہ " ملیریا بخار نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا تھا۔ اکسیر البدن سے سب کمزوری دور ہو گئی۔ براہ کرم ایک شیشی اور جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں "

بڑے بڑے لوگ توموتی سرمہ کو ہی ترجیح دیتے ہیں

کیونکہ ضعف البصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے (۲؍۸) محصول ڈاک علاوہ۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ کی رائے

جناب مولٰنا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ " میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپ کے موتی سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی ہے اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور بدوں آپ کے تقاضہ کے محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے واسطے آپ تک پہنچاتا ہوں کہ اسے ضرور شائع کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں "

اکسیر اکبر

جس کا اثر مستقل ہے۔ اکسیر البدن کے علاوہ اس میں مزید حسب ذیل اجزاء شامل ہیں۔ سونے کا کشتہ۔ کستوری۔ عنبر۔ لو ہمین وغیرہ۔ اس کے فوائد کے کیا کہنے۔ ایک ہی لاثانی دوا ہے اس کی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونک دی ہے مفصلہ ذیل نئی و پرانی امراض میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔

ضعف دل۔ ضعف دماغ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف ہاضمہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ دل کی دھڑکن۔ سر کا چکرانا، آنکھوں میں اندھیرا آنا۔ بے چینی۔ سستی۔ اُداسی۔ ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔ جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کے لئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے۔ لاگت کے مقابلہ پر قیمت برائے نام یعنی ایک ماہ کی خوراک کی قیمت صرف بیس روپے (عنہ۲۰) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بنگیا

جناب ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھارٹ ضلع کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ " اکسیر اکبر کی ایک ماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جس کی عمر چالیس۴۰ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جس کو کمزوری تقریباً بیس۲۰ سال سے تھی استعمال کرائی گئی۔ دوران استعمال میں ایک حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی۔ جو سینکڑوں مقوی ادویہ کے کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اس کی صحت ایسی ہو گئی ہے۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے "۔ " اکسیر اکبر " واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ ایک مرتبہ ضرور تجربہ فرمائیے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاق سے سر سے لے کر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔ گھر میں اس تریاق اعظم کی شیشی کی موجودگی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ سفر میں اس کی ایک شیشی کا آپ کے پاکٹ اور سوٹ کیس میں ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپ کی پاکٹ میں ہیں اس کے ہر قطرے میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اس کے ایک قطرے کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ سر کے درد۔ پسلی کے درد۔ گنٹھیا کے درد، عرق النسا کے درد۔ معدے کے درد۔ جگر کے درد۔ غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کے لئے تیر بہدف ہے۔ ناسور۔ جلے ہوئے آبلوں۔ تلی۔ بخار۔ ہیضہ۔ بدہضمی کیلئے اکسیر۔ قصہ کوتاہ۔ قریباً دو صد ۲۰۰ امراض کا ایک ہی علاج ہے مفصل حالات ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے (عہ۲؍۴) محصول ڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم کے ذریعہ جان بلب مریض کو شفا ہو گئی

جناب مسٹر خلیل الرحمان صاحب اپرایر آبزرویٹری آگرہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے "تریاق اعظم" نامی دوا آپ سے منگوائی ہے۔ میں اس کی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے یہ تریاق اعظم ہر ایک بال بچہ والے گھر میں ضروری ہونا چاہیئے میرے پڑوس میں ایک جان بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں تریاق اعظم تیر بہدف ثابت ہوئی۔ آپ نے ایسی بہترین دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ اگر اُسے "زندگی کا رہبر" کہا جائے۔ تو بجا ہے۔ ایک شیشی کلاں بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں"۔

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔ اس کی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے۔ جسے بدقسمتی سے اس موذی مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ ہماری یہ اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ دن کے استعمال سے جڑھ سے اُکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔ قیمت صرف تین روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پوڈر

میلے دانت جملہ بیماریوں کا گھر ہیں۔ اگر آپ اپنی صحت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ تو آج ہی اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا ہے اور بدبوئے دہن کو دور کر کے پھولوں کی مہک پیدا کرتا ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی جو مدت کیلئے کافی ہے۔ صرف ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی

گرم مزاج والوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ۔ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اُٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ اس کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دوا کا ایک ماہ کا استعمال سال بھر کے لئے انشاءاللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا۔ ایک ماہ کی خوراک جس میں ۱۵ تولہ دوا ہے قیمت پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ۔ باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ جی کا متلانا۔ قے۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی، دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ، گھی، مکھن، بالائی۔ انڈے وغیرہ ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دماغ، حافظہ، ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بے نظیر چیز ہے قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کُشا گولیاں

اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ۔ اگر آپ کا معدہ صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں ورنہ یہ امر مسلمہ ہے کہ قبض سب بیماریوں کی ماں ہے، ایک دن گھر کا پاخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آجاتا ہے، یہی حال آپ معدہ کا سمجھئے اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو۔ تو تمام معدہ متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معدہ ہی ہر ایک بیماری کی جڑھ ہے۔ قبض کشا گولیاں کیا ہیں۔ گویا معدہ کی جھاڑو ہیں۔ ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا بیمہ ہے۔ ایکسو گولی کی قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں

افیون بہت بُری بلا ہے۔ علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا بھی ستیاناس کر دیتی ہے۔ بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے۔ پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے ہماری یہ گولیاں انشاءاللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دینگی قیمت یکصد گولی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر جریان

اس نامراد موذی مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں۔ یہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے سر میں درد، چہرہ زرد، طبیعت سرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے، دل اُکتایا ہوا۔ بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے۔ ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے۔ اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی۔ مگر محض پبلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام، جریان اور سُستی جاتی رہی!

جناب مہدی خاں صاحب گھال ڈاکخانہ ڈلوال ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ "جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس حد تک فائدہ ہوا کہ بیس سال کے امراض احتلام جریان، سُستی وغیرہ سب جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس ایجاد کے لئے آپکو جزائے خیر دے"۔

مچھر پروف

جب رات کو انسان میٹھی نیند سو رہا ہو تو اس وقت مچھروں کے کاٹنے سے جو بے چینی ہوتی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیریا بخار جیسا موذی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے لگ جاتا ہے۔ ہم نے ایک ایسا تیل ایجاد کیا ہے۔ جس کی بو سے مچھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاحول سے شیطان۔ اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے دو اونس کی شیشی جو خاصی مدت کے لئے کافی ہے کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

موتی کوڑیوں مول

ان نوکتب کا اکٹھا سٹ خریدنے والوں سے صرف نصف قیمت

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں کل عقائد (۱) وید سمرتی پران (۲) چھوت چھات (۳) تیرتھ یاترا (۴) جنیو (۵) مورتی پوجا (۶) سوتک (۷) اوتار (۸) گئو پوجا (۹) مردے کا جلانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تناسخ (۱۲) سکھوں کے پانچ ککے، شری گرنتھ صاحب اور حضرت بابا نانکؒ کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی تردید کی ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل وجان سے مؤید تھے، مثلاً (۱) کلمہ طیبہ (۲) نماز روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک صاحب (۹) حضرت بابا نانک صاحب کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی و مددگار رہے۔ اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا۔ اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ ایک بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ محصولڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر

مضمون نام سے ظاہر ہے۔ اس میں سکھوں کی مسلمہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آڑے وقت میں کام آتے رہے ہیں۔ سکھ گوروؤں کے پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا۔ سکھ گوروؤں کی طرف سے مسلمان ہر مشکل کے وقت سینہ سپر ہوئے یہ رسالہ اس قدر مقبول ہوا۔ کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا۔ ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے ہمسایہ سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں۔ قیمت صرف پانچ آنے (۵ر) محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان

یہ جناب ایڈیٹر صاحب "اخبار نور" کا وہ لیکچر ہے جو گذشتہ سے پیوستہ سال مرکزی سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ یہ لیکچر اسقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے، سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی صرف آٹھ آنے (۸ر) محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد

یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے، جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا۔ جسے حاضرین نے خاص اشتیاق سے سُنا۔ اب دوستوں کے اصرار پر یہ رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں از روئے گرنتھ صاحب اور دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مضبوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی۔ سکھ دوستوں کو دینے کے لئے بے نظیر تحفہ۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔

ہندو دھرم کی حقیقت

یعنی سناتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر۔ آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس معرکۃ الآراء کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید الہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور مچھلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سؤر کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دواپر یگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزارہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان کتب میں درج شدہ مضامین کی بھنک تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ پڑی تھی۔ یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ) محصول ڈاک علاوہ۔

آریہ مذہب کی حقیقت

مارچ ۲۳ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتانہ میں ملکانہ ارتداد کا جھگڑا چلا تھا، اسوقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا سے روکنے کے لئے بہترین ثابت ہوئی تھی۔ اس کی تاثیر اور اسکی قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک۔ زمیندار اور سیاست وغیرہ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ آج تک اس موضوع پر جسقدر کتب لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا اب ۱۰۸ ہے، کاغذ، لکھائی، چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد چھ آنے (۶ر) جو تقریباً اصل لاگت ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت وسیع پیمانہ پر ہو اسلئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم ار۔ گورو کی بانی گورمکھی میں ار۔ جھوک مہدی ار۔ یہ نو کتب کا سٹ جسکی قیمت ۹؍ ہوتی ہے اکٹھا خریدنے والوں سے نصف قیمت یعنی صرف ۹؍ دو روپے نو آنے لی جائے گی۔

ملنے کا پتہ:- منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)